آنحضورؐ کی تعلیمی جدوجہد



پروفیسر رب نواز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

آنحضورؐ کی تعلیمی جدوجہد

پروفیسر رب نواز

ادارہ تعلیمی تحقیق

۳۔ بہاول شیر روڈ، مزنگ، لاہور۔ فون و فیکس ۷۳۱۲۲۸۸

نام کتاب	آنحضورؐ کی تعلیمی جدوجہد
نام مصنف	پروفیسر رب نواز
باہتمام	محمد اختر ضیاء ریسرچ ایسوسی ایٹ ادارہ تعلیمی تحقیق
سرورق:	پروفیسر منہاج الدین
اشاعت اول	ستمبر، ۲۰۰۱ء
تعداد	ایک ہزار
پرنٹر	میٹرو پرنٹرز۔ لاہور
ناشر	ادارہ تعلیمی تحقیق، ۳۰۔ بہاول شیر روڈ، مزنگ، لاہور
قیمت	۴۵ روپے

انتساب

رب جلیل کے نام جس نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آل عمران)

حسن ترتیب

حرف تمنا

آنحضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر لاکھوں صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ ؐ کی تعلیمی فکر اور جدو جہد پر خاطر خواہ کام نہیں ہوا ہے اور یہ پہلو کم از کم اردو لٹریچر میں تشنہ رہا ہے جبکہ صورت حال یہ ہے کہ آپ ؐ کی زندگی کا بڑا حصہ تعلیم کی اشاعت و توسیع میں گزرا ہے۔ آپ ؐ کے معمولات میں تعلیم کو ترجیح اول حاصل رہی ہے۔ آپ ؐ نے عظیم الشان انقلاب کی بنیاد تعلیم پر رکھی۔ ''اقراء'' سے آپ ؐ نے تعلیم کا آغاز فرمایا، آپ ؐ کی مسلسل جدو جہد کے نتیجے میں تیئیس (23) سال کے اندر ریاست مدینہ میں خواندگی کی شرح اسی فی صد (80%) سے تجاوز کر گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ؐ نے صحابہ ؓ میں غور و فکر اور تحقیق کا ایسا ذوق پیدا فرمایا کہ ان میں ایک ایسی ٹیم تیار ہوگئی جسے اسلامی علوم کے مختلف پہلوؤں پر درجہ اختصاص حاصل ہوگیا۔

حصول علم، نشر علم اور توسیع و اشاعت علم کے لیے آپ ؐ نے ہر وہ تدبیر اختیار کی جو اس دور میں ممکن تھی۔ اس سلسلے میں آپ ؐ نے ترغیب و ترہیب دونوں سے کام لیا، غیر رسمی تعلیم (Informal Education) کے ساتھ ساتھ آپ ؐ نے رسمی تعلیم (Formal Education) کا انتظام

فرمایا۔ صفہ کی صورت میں باقاعدگی اقامتی درسگاہ قائم فرمائی جس میں بیک وقت ستر سے زیادہ طلبہ زیر تعلیم رہتے تھے۔ مدینہ سے باہر آپؐ نے مختلف قبائل اور اسلامی حکومت کے دور دراز علاقوں میں معلمین بھیجے اور گورنروں کی ذمہ داری لگائی کہ وہ لوگوں میں تعلیم عام کریں اور سرکاری سطح پر تعلیم کا انتظام کریں۔

آپؐ کی تعلیمی جدوجہد کا ایک بے مثال پہلو یہ ہے کہ آپؐ نے خواتین کو بھی تعلیمی عمل میں شامل کیا۔ عہد جاہلیت میں عورتوں کی تعلیم تو کجا انہیں معاشرے میں انسانیت کا مقام بھی حاصل نہ تھا۔ آپؐ نے خواتین کی تعلیم کے لئے باقاعدہ ہفتہ میں ایک دن مقرر کیا۔ (آج بھی مسجد نبوی میں ایک دروازہ باب النساء کے نام سے موسوم ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں اس مخصوص دروازے سے مسجد نبوی میں آتی تھیں اور تعلیم حاصل کرتی تھیں) علاوہ ازیں آپؐ نے ازواج مطہرات کے ذریعے عورتوں پر تعلیم کے دروازے کھول دیئے۔ تعلیم کی اس بیداری کی وجہ سے دور نبویؐ اور دور مابعد میں بڑی بڑی محدثات پیدا ہوئیں جن کے حلقہ درس میں خواتین کے علاوہ مرد حضرات بھی شامل تھے۔

آپؐ نے نسل نو کی تعلیم و تربیت کا بھی خصوصی انتظام کیا۔ نظری تعلیم کے علاوہ ان کے لیے کھیل کود اور دیگر ہم نصابی سرگرمیوں (Co-curricular Activities) کا اہتمام فرمایا۔

آپؐ نے عرب کے اس معاشرے میں جہاں لکھنے پڑھنے کو عار سمجھا جاتا تھا تحریر و کتابت کے لئے زبردست تحریک چلائی اور علم و قلم کو لازم و ملزوم قرار دیا۔

اس طرح آپؐ نے عرب کے بدوؤں کو جنگ و جدل سے ہٹا کر تعلیمی محاذ پر لا کھڑا کیا جو تھوڑے ہی عرصے میں دنیا کے امام بن گئے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ آپ ﷺ کی اس تعلیمی جدو جہد کو نمایاں (Hight light) کیا جائے اسی ضرورت کے پیش نظر یہ مختصر سی کتاب لکھی گئی ہے۔ امید ہے اہل علم اس کاوش کو پسند فرمائیں گے۔

میں مدیر افکار معلم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے مفید مشورے شامل حال رہے نیز انہوں نے کتاب چھپوانے کا انتظام کیا۔ عزیزی اختر ضیاء کا بھی ممنون ہوں جن کی انتھک محنت سے یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی۔

دعاؤں کا طالب

پروفیسر رب نواز

ڈائریکٹر

ادارہ تعلیمی تحقیق

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمی جدوجہد

آج سے چودہ سو سال پہلے جزیرۃ العرب کے شہر مکہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ اہل مکہ امی لوگ تھے' لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ وہ لکھنے پڑھنے کو عار سمجھتے تھے۔ زبانی روایات اور حافظہ کے ذریعے ہی وہ اپنے علمی اثاثے کو محفوظ کرتے تھے۔ (سوائے مستثنیات کے)

ایسے عالم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں ایک علمی تحریک کا آغاز کیا۔ مکہ میں آپؐ نے دارارقم کو مرکز تعلیم قرار دیا۔ (1) اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن کا جو حصہ نازل ہوتا تھا آپؐ دارارقم میں صحابہؓ کے سامنے اس کی تلاوت فرماتے اور اس کی تشریح وتوضیح فرماتے تھے۔

مدینہ پہنچ کر آپؐ نے باقاعدہ صفہ کے نام سے ایک درس گاہ کی بنیاد رکھی۔ اس طرح غیر رسمی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپؐ نے رسمی تعلیم کا اہتمام فرمایا۔ آپؐ نے علم کے حصول' اس کی اشاعت' ترسیل اور استحکام تعلیم کے لیے زبردست تحریک چلائی۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

(1)۔ حصول علم کی فرضیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد وزن پر علم کا حصول لازمی قرار دے دیا۔ آپؐ نے فرمایا: طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔ (2) علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

طلب علم کے لیے آپ ﷺ نے عمر کی شرط اڑا دی۔ آپؐ نے فرمایا: اطلبوا العلم من المهد الی اللحد۔ (3) بچپن سے موت تک علم حاصل کرو۔

(2)۔سربراہان کنبہ کی ذمہ داری:

آپ ﷺ نے سربراہان کنبہ کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ اپنی بیوی بچوں کو بھی علم سکھائیں ورنہ ان سے باز پرس ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته۔ (4))

تم میں سے ہر شخص راعی (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

قرآن میں کہا گیا: قوا انفسکم واهلیکم نارا۔ (5)

تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت کی تشریح حضرت علیؓ نے یوں کی:

علموا (انفسکم) و اهلیکم الخیر۔ (6) تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو الخیر (یعنی ادب) کی تعلیم دو۔

مشہور مفسر قرآن ابن جریر الطبری نے اس آیت کی تفسیر کیرتے ہوئے کہا ہے: علموهم وادبوهم۔ (7) اپنے (اہل وعیال کو) تعلیم دو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

امام بخاریؒ نے حضرت مالکؓ بن الحویرث کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ہمراہ آپؐ کے پاس بیس دن ٹھہرے۔ جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپؐ نے بخوشی اجازت دے دی اور ساتھ ہی فرمایا:

ارجعوا الیٰ اهلیکم فعلموهم و مروهم و

صلوا کمار ایتمونی اصلی - (8) اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ، انہیں علم سکھاؤ اور (علم) سیکھنے کا حکم دو اور جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اس طرح نماز پڑھو۔

(3)۔ پڑوسیوں کی ذمہ داری:

گھر میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کرنے کے بعد آپؐ نے اڑوس پڑوس پر توجہ دی۔ آپؐ نے پڑھے لکھے لوگوں کی ذمہ داری لگائی کہ وہ اپنے اردگردان پڑھ لوگوں کو تعلیم دیں ورنہ انہیں دنیا ہی میں سزا دی جائے گی۔ آپؐ نے فرمایا:

ما بال اقوام لا یفقہون جیرانہم ولا یعلمونہم ولا یفطنونہم ولا یامرونہم ولا ینہونہم - (9) لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو نہ فقہ کی تعلیم دیتے ہیں، نہ علم سکھاتے ہیں، نہ وعظ کہتے ہیں' نہ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور نہ برائی سے منع کرتے ہیں؟۔

(4)۔ نشر علم کے لئے ایک جماعت کا قیام:

علاوہ ازیں آپؐ نے امت مسلمہ میں سے ایک گروہ کی باقاعدہ ذمہ داری لگائی کہ وہ ہر وقت لوگوں کو تعلیم دیتا رہے۔ قرآن مجید میں اس گروہ کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین و لینذروا

قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون - (10) اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے نکل کھڑے ہوتے' ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصے میں سے کچھ لوگ نکل آتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقے کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ (غیر ایمانی روش سے) پرہیز کرتے -

علامہ شوکانی نے فتح القدیر میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے -

ومعنىٰ هٰذه الآية :الفرقة تخرج الغزوو من بقى من الفرقة يقذون لطلب العلم ويعلمون الغزاة اذا رجعوا اليهم من الغزو - (11) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ جنگ کے لیے نکلے اور بقیہ گروہ طلب علم میں مگن رہے اور جب جنگ کرنے والا گروہ واپس آ جائے تو موخر الذکر گروہ اسے تعلیم دے -

(چونکہ آنحضور ﷺ کے زمانے میں جو لوگ جنگ یا سریہ میں جاتے تھے وہ علم سے محروم رہتے تھے اور جو لوگ حضورؐ کے پاس موجود رہتے تھے وہ آپؐ سے استفادہ کرتے تھے - اس لیے اس گروہ کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ دوسرے لوگوں کو علم سے آگاہ کرے) -

جب جنگ کی حالت میں تعلیم و تعلم کی یہ صورت ہے تو امن کے زمانے میں بدرجہ اولیٰ ایسے لوگ موجود رہنے چاہییں جو علم سیکھیں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

اسی لیے بعض مفسرین کے نزدیک یہ مستقل نوعیت کا حکم ہے۔ وہ کہتے ہیں:

وهي حكم مستقل بنفسه في مشروعية الخروج لطلب العلم و الفقه في الدين ۔ (12) کہ طلب علم اور تفقہ فی الدین کے لیے نکلنا ایک مستقل حکم کا درجہ رکھتا ہے۔

(5) ۔علم کی ترغیب:

آنحضورﷺ نے تحصیل علم کی بہت زیادہ ترغیب دی جس کی بناء پر صحابہؓ نے زیادہ سے زیادہ حصول علم پر توجہ دی۔ آپؐ نے اس سلسلے میں فرمایا: افضلكم من تعلم القرآن و علمه ۔ (13) تم میں سب سے زیادہ صاحب فضیلت وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: خيار كم من تعلم القرآن و علمه ۔ (14) تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

حضرت ابوذرؓ کو ایک مرتبہ آپؐ نے تحصیل علم کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

يا ابا ذر! لان تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير من ان تصلي مائة

ركعة ولان تغدو فتعلم بابا من العلم
وعمل به اولم يعمل خير ان تصلى
الف ركعة- (15)

اے اباذر! تیرا اس طرح صبح کرنا کہ تو اللہ کی کتاب کی ایک آیت سیکھ لے تیرے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے- اور تیرا اس طرح صبح کرنا کہ تو علم کا ایک باب سیکھ لے خواہ اس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے تیرے ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے-

(6) ۔ کتمان علم پر وعید:

ایجابی اقدامات کے ساتھ ساتھ آپؐ نے سلبی طور پر بھی نشر علم کے لیے اقدامات فرمائے - آپؐ نے کتمان علم (علم چھپانے) پر سخت وعید سنائی -

آپؐ نے فرمایا:

ما من رجل يحفظ علما فكتمه
الا اوتى به يوم القيامة ملجما بلجام
من النار- (16) کہ کوئی ایسا شخص نہیں جس نے علم محفوظ کیا پھر چھپالیا (یعنی کتمان علم کا مرتکب ہوا) مگر وہ قیامت کے دن منہ میں آگ کی لگام کے ساتھ لایا جائے گا -

کتمان علم پر آپؐ کی بہت سی وعیدیں موجود ہیں- ایک موقع پر آپؐ نے کتمان علم کو خیانت قرار دیا اور اس خیانت کو مال کی خیانت سے زیادہ

سخت قرار دیا۔ آپ کا ارشاد ہے:

تناصحوا فی العلم ولا یکتم بعضکم بعضا فان الخیانة فی العلم اشد من خیانة المال۔ (17) یعنی علم کے معاملے میں ایک دوسرے کو نصیحت کرو اور کوئی شخص ایک دوسرے سے علم نہ چھپائے کیونکہ علم میں خیانت مال کی خیانت سے زیادہ سخت ہے۔

اس طرح کی ترغیبات اور وعیدات نے صحابہؓ کے اندر حصول علم اور نشر علم کی تڑپ پیدا کر دی۔

(7) ۔عورتوں کے لیے تعلیم کا اہتمام:

عورت انسانی زندگی کی گاڑی کا دوسرا پہیہ ہے' یہ نصف انسانیت ہے ،نسل نو کی تربیت کا انحصار بھی عورت پر ہے۔ آنحضور ﷺ کی تشریف آوری کے وقت نہ صرف جزیرۃ العرب میں بلکہ پوری دنیا میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی ، وہ معاشرتی اعتبار سے انتہائی پست تھی' اسے تعلیم دینے کا تو تصور ہی نہیں تھا۔ ایسے عالم میں آپؐ نے عورتوں کی تعلیم کی طرف بھرپور توجہ دی۔ آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کی تعلیمات جہاں مردوں کے لیے ضروری اور تھیں وہیں عورتوں کے لیے بھی لازمی تھیں۔ قرآن نے مرد و زن دونوں کو یکساں طور پر مخاطب کیا اور دونوں کے لئے علم کا حصول ضروری قرار دیا۔ (دیکھئے حوالہ نمبر ۱)

آنحضور ﷺ نے قرآن کی عمومی تعلیم کے علاوہ ان سورتوں کی تعلیم کو لازمی قرار دے دیا جن میں خواتین کے احکامات ہیں۔ مثلاً سورۃ النور اور

آیۃ الکرسی کے بارے میں فرمایا: فتعلموھن و علموھن نساء کم - (18) سورۃ النور اور آیۃ الکرسی خود بھی سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ۔

بعد ازاں حضرت عمر فاروقؓ نے باقاعدہ فرمان جاری کیا جس میں کہا گیا: علموا انساء کم سورۃ النور - (19) اپنی عورتوں کو سورۃ النور کی تعلیم دو۔

قرآن مجید کی عمومی تعلیمات کے علاوہ آپؐ نے باقاعدہ عورتوں کے لیے ہفتہ میں ایک دن مقرر فرمایا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے:

ان امراۃ قالت للنبی ﷺ اجعل لنا یوما منک، فقال: یوم کذا و کذا فی مکان کذا و کذا- (20)

ایک عورت نے کہا یا رسول اللہؐ! ہمارے لیے ایک دن مقرر کیجئے تو آپؐ نے فرمایا: ''فلاں فلاں دن اور فلاں فلاں مکان''۔ (یعنی فلاں دن مقرر ہو گیا اور فلاں مکان مقرر ہو گیا۔)

علاوہ ازیں آپؐ کی ازواج مطہرات عورتوں کی تعلیم کا اہم ذریعہ بن گئیں۔ خاص طور پر حضرت عائشہؓ نے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام فرمایا۔ آپؓ کے بارے میں آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خذوا نصف دینکم عن الحمیراء، وفی روایۃ ثلثی دینکم - (21) کہ نصف دین تم حمیراء (عائشہؓ) سے سیکھو' ایک دوسری روایت میں

دو تہائی دین سیکھنے کی بات کی گئی ہے۔

نہ صرف عورتیں آپؐ سے تعلیم حاصل کرتی تھیں اور مسائل پوچھتی تھیں بلکہ مرد صحابہؓ حتیٰ کہ کبار صحابہؓ بھی آپ سے علمی فیض پاتے تھے۔ چنانچہ مسروق کہتے ہیں:

واللہ لقد رایت الاحبار من الصحابة یسئلونها عن الفرائض۔ (22)

خدا کی قسم! میں نے بہت پڑھے لکھے صحابہ کو حضرت عائشہؓ سے علم الفرائض کے بارے میں سوالات کرتے دیکھا ہے۔

عورتوں کو نماز جمعہ میں شریک کیا جاتا تھا تاکہ وہ مسائل سیکھ سکیں۔ حضرت ام ہشامؓ نے خطبہ جمعہ کے ذریعہ ہی سے سورت ق سیکھی تھی۔

ما حفظت ق الا من فی رسول اللہ یخطب بها کل جمعة۔ (23)

کہ میں نے ق آنحضور ﷺ کی زبان مبارک سے اس حال میں سیکھی تھی کہ آپؐ جمعہ کے خطبہ میں یہ سورت پڑھتے تھے۔

آنحضور ﷺ کے انہی احکامات و ترغیبات کی بناء پر علماء اسلام نے عورت کی تعلیم کو باقاعدہ قانونی حیثیت دے دی۔ ابن الحاج نے کہا ہے کہ اگر عورت حاکم وقت کے پاس گھر سے باہر تعلیم حاصل کرنے کا مرافعہ کرے تو حاکم کا فرض ہے کہ وہ شوہر کو اس مطالبہ کی تکمیل پر مجبور کرے۔

لوجب على الحاكم جبره على

ذالک کما یجبرہ علی حقوقها الدنیویة۔ (24) یعنی حاکم جس طرح دنیوی حقوق کی ادائیگی کے لیے شوہر پر جبر کر سکتا ہے اسی طرح وہ تعلیم کے حوالے سے بھی شوہر کو مجبور کرے۔

(8)۔ نسل نو کے لئے تعلیم کا انتظام:

آپ ﷺ نے نسل نو کی تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ والدین سے کہا گیا کہ وہ اپنی اولاد کو زیور علم سے آراستہ کرنے کا اہتمام کریں۔ آپؐ نے فرمایا: اکرموا اولادکم فاحسنوا ادبهم۔ (25) اپنی اولاد کی عزت کرو اور انہیں بہترین آداب سکھاؤ۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: علموا اولادکم و اهلیکم الخیر و ادبوهم۔ (26) اپنی اولاد اور گھر والوں کو خیر اور نیکی کی تعلیم دو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

ایک اور موقع پر آپؐ نے بچوں کی تعلیم کا باقاعدہ نصاب مقرر کر دیا:

مروا اولادکم بامتثال الاوامرو اجتناب النواهی و ذالک وقایة لهم من النار۔ (27) اپنی اولاد کو اوامر (وہ امور جنہیں شریعت اسلامیہ میں محبوب و پسند قرار دیا گیا ہے) پر عمل کرنے اور نواہی (وہ امور جنہیں شریعت اسلامیہ نے ممنوع قرار دیا ہے) سے اجتناب کا حکم دو، یہ چیزیں انہیں آگ سے بچائیں گی۔

آپ ﷺ نے اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے والدین کو مختلف انداز

میں ترغیب دی: لیوء دب الرجل و لدہ خیر من ان یصدق بصاع۔ (28) آدمی (والد کا) اپنے بیٹے کو ادب سکھاتا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا: ما نحل والد ولدہ افضل من ادب حسن۔ (29) کہ والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے زیادہ بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

آپ ﷺ نے علم و ادب نہ سکھانے کو اولاد کے ضائع ہونے کے مترادف قرار دیا: کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت۔ (30) کسی آدمی کے لیے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ اپنی زیر تربیت اولاد کو ضائع کر دے۔ (یعنی اسے علم و ادب سے آراستہ نہ کرے)

آپؐ نے اولاد (نسل نو) کو نہ صرف نظری تعلیم دینے کی تاکید کی بلکہ ان کے لیے کھیل کود، تفریح اور ہلکی پھلکی ورزشوں کا بھی اہتمام فرمایا۔

9- صفہ کی تعمیر :

مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے آپؐ نے مسجد نبوی تعمیر فرمائی اور اس کے اندر ایک درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ یہ درسگاہ چبوترے کی صورت میں تھی۔ چبوترے کو عربی زبان میں ''صفہ'' کہا جاتا ہے لہذا اس درسگاہ کا نام اسی مناسبت سے ''صفہ'' پڑ گیا۔ (31) ڈاکٹر حمید اللہ نے اسے اقامتی درس گاہ (Residential University) کا نام دیا ہے۔ (32)

ڈاکٹر نصیر الدین ناصر کے بقول یہ ایک کھلی اقامتی درسگاہ تھی جس میں ہر چھوٹا بڑا تعلیم و تربیت حاصل کر سکتا تھا۔ (33) اس درسگاہ میں سب سے بڑے معلم آپؐ خود تھے۔ (34)

حضرت عبادہؓ بن الصامت بھی معلّمی کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ (35)

اہل صفہ کا آپ کو اتنا خیال رہتا تھا کہ ایک مرتبہ آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراؓ نے یہ فرمائش کی کہ اسیران جنگ میں سے مجھے بھی ایک خادمہ دی جائے تو آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم یہ نہیں ہونے کا کہ میں تم کو خادمہ دوں اور اہل صفہ بھوکے مریں، ان کے خرچ کے لیے میرے پاس کچھ نہیں، میں ان اسیران جنگ کو بیچ کر ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا''۔ (36)

صفہ نبوی سے بڑی تعداد میں فاضلین تیار ہوئے۔ علامہ شبلی نے 400 تک تعداد بیان کی ہے۔ (37) صفہ کے علاوہ بھی ایسے مدارس اور مساجد تھیں جہاں تعلیم دی جاتی تھیں، نو مساجد ایسی تھیں جہاں تعلیم کا انتظام تھا۔ (38) اسی طرح مسجد قبا میں بھی ایک مدرسہ تھا جس کی نگرانی آنحضورﷺ خود فرماتے تھے۔ (39)

صفہ نبوی میں جو تعلیم دی جاتی تھی اس کا مرکز ومحور قرآن مجید تھا۔ قرآن مجید کے چار پہلوؤں کو پیش نظر رکھا جاتا تھا جو کہ اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں:

لقد من اللہ علی المومنین
اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم
یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم و یعلمھم
الکتاب و الحکمۃ۔ (40)

''بے شک اللہ نے مومنین پر بہت بڑا احسان کیا

ہے کہ انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو ان پر اس
کی آیات کی تلاوت کرتا ہے' ان کا تزکیہ کرتا ہے اور
انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

اس آیت کے مطابق مندرجہ ذیل چار پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر تعلیم کا انتظام کیا گیا:

(1) تلاوت آیات۔ (2) تزکیہ نفس۔ (3) تعلیم کتاب۔ (4) تعلیم حکمت۔

علاوہ ازیں آپؐ نے صفہ میں مندرجہ ذیل نصاب رائج فرمایا:

(1)......قرات وتجوید:

صفہ کے طلباء کو قرات قرآن اور تجوید قرآن سکھائی جاتی تھی۔ قرآن کے سب سے بڑے معلم آپؐ خود تھے۔ (41)

قرات قرآن اور تفہیم قرآن کا نصاب کم از کم چھ سورتوں پر مشتمل تھا: ابن عمرؓ کی روایت ہے:

لابد للرجل المسلم من ست سور يعلمهن، سورتين للصلوة الصبح، و سورتين للصلوة المغرب، و سورتين للصلوة العشاء۔ (42)

کسی مسلمان مرد کو چھ سورتوں کی تعلیم وتعلم کے بغیر چارہ نہ تھا۔ (یعنی اسے لازمی طور پر یہ چھ سورتیں سیکھنا پڑتی تھیں۔) دو سورتیں نماز صبح کے لیے، دو سورتیں نماز مغرب اور دو سورتیں نماز عشاء کے لیے۔

(2)......تحفیظ القرآن:

ایک شعبہ باقاعدہ حفظ قرآن کے لیے مخصوص تھا۔ آنحضورﷺ کے

دور میں ہزاروں صحابہ نے قرآن حفظ کرلیا تھا- صفہ میں ابتدائی چند سورتیں زبانی یاد کروائی جاتی تھیں- (43)

حضرت عمر فاروق ؓ نے بعد میں تمام گورنروں کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کی فہرست بنا کر دربار خلافت میں ارسال کریں جنہیں قرآن زبانی یاد ہے تاکہ وہ ان کا امتیازی وظیفہ جاری کریں- (44)

(3) سیرت و مغازی:

نصاب کا ایک اور اہم حصہ سیرت رسولؐ اور مغازی کی تعلیم پر مشتمل تھا- آنحضور ﷺ کے اقوال و ارشادات کی تعلیم ہر وقت مسجد نبوی اور درسگاہ صفہ میں ہوتی تھی- عملی طور پر بھی صحابہؓ آپ کو دیکھ کر آپؐ کی پیروی کرتے تھے- مغازی کی کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں:

کنا نعلم اولادنا مغازی رسول اللہ ﷺ کما نعلم السورۃ من القرآن الکریم -(45) کہ ہم اپنی اولاد کو آنحضرت ﷺ کے غزوات کے واقعات کی تعلیم اسی طرح دیتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے-

(4) ...... کتابت و املاء:

ایک شعبہ کتابت و املاء کا قائم تھا جس کے سربراہ حضرت عبادۃؓ بن الصامت تھے- وہ خود فرماتے ہیں: ''علمت ناسا من اصحاب الصفہ الکتاب و الکتابۃ'' - (46) کہ میں نے اصحاب صفہ کو قرآن مجید اور کتابت سکھائی-

کتابت و املاء کی اہمیت آپؐ کے سامنے اتنی زیادہ تھی کہ آپؐ نے بدر کے قیدیوں سے کہا کہ اگر وہ مسلمان بچوں کو نوشت و خواند سکھا دیں تو ان

کا جزیہ معاف کر دیا جائے گا- (47) (چنانچہ حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت معاذؓ بن جبل نے اسی موقع پر قیدیوں سے لکھنا پڑھنا سیکھا تھا-)

(5) ...... علم الفرائض:

علم الفرائض کی تعلیم کا انتظام بھی کیا گیا، اس مضمون کے ماہر حضرت زیدؓ بن ثابت تھے- بعد ازاں امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ نے ان سورتوں کی تعلیم لازمی قرار دے دی جن میں علم الفرائض کا ذکر ہے- حضرت حارثہؓ بن مغرب کہتے ہیں: کتب الینا عمر ان تعلموا سورة النساء والاحزاب والنور - (48) کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ہمیں لکھا کہ تم سورۃ النساء، الاحزاب اور النور کی تعلیم حاصل کرو- (کیونکہ ان میں فرائض کا علم ہے)-

(6) ...... علم الانساب:

علم الانساب کو بھی شامل نصاب کیا گیا- آنحضورﷺ نے فرمایا: تعلموا انسابکم و تصلوا ارحامکم- (49) کہ تم اپنے انساب کا علم سیکھو اور اپنی رشتہ داری قائم کرو-

ہم نصابی سرگرمیاں (Co-Curricular Activities)

آپؐ نے نظری اور کتابی تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی اور تفریحی تعلیم کا انتظام بھی فرمایا- اس طرح آپؐ نے جدید تصور تعلیم کے مطابق ذہنی و جسمانی تعلیم کا تصور دیا- آپؐ نے جسمانی تعلیم کے بارے میں زور دیتے ہوئے فرمایا: ان لجسدك علیک حقا - (50) بے شک تیرے جسم کا بھی تجھ پر حق ہے-

آپؐ نے بچپن میں کھیل کود کو عقل میں اضافے کا سبب بتایا:

عراصة الصبی فی صغرہ زیادۃ فی عقلہ فی کبرہ - (51) کہ بچپن میں بچے کا چاق وچوبند ہونا دور بلوغت میں اس کی عقل میں اضافے کا سبب بنتا ہے-

آپؐ نے بہت سی ہم نصابی سرگرمیاں رائج فرمائیں: مثلاً

المزاح: (Humour)

یعنی ہلکی پھلکی گپ شپ، ہنسی مزاح اور قصے کہانیاں بیان کرنا- آپؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ہلکی پھلکی گپ شپ لگاتے تھے، ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق بھی ہوتا تھا، شعروشاعری کی مجالس بھی جمتی تھیں، تاہم آپؐ کے مزاح میں غلط بات نہیں ہوتی تھی- عن ابی ھریرۃ قال، قالوا: یا رسول اللہ ﷺ انک تلاعبنا، قال: انی لا اقول الا حقا۔(52) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ ہم سے مزاح بھی فرما لیتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا: ہاں ہاں، مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔

تقریری مقابلے:

آنحضور ﷺ نے صحابہؓ میں اچھی گفتگو کا ملکہ پیدا کرنے کے لیے تقریری مقابلوں کا بھی اہتمام کیا-

ایک دفعہ آپؐ نے خطبہ دیا، جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا: قم فاخطب - اٹھو اور خطبہ دو' چنانچہ ابوبکر صدیقؓ نے مختصر خطبہ دیا- اس کے بعد حضرت عمرؓ سے بھی فرمایا: قم فاخطب- اٹھو اور خطبہ دو' حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے بھی مختصر خطبہ دیا، پھر آپؐ نے ایک اور شخص سے ایسا ہی کہا مگر اس شخص نے

بہت طویل خطبہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا: اسکت او اجلس۔ خاموش ہو جا یا بیٹھ جا، پھر آپؐ نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے یہی فرمایا: انہوں نے بھی مختصر خطبہ دیا۔ آپؐ نے حضرت عبداللہ کی تعریف کی اور ان کا خطبہ پسند فرمایا۔ (53)

ادب وشاعری:

صحابہؓ میں ادب و شاعری کا ذوق پیدا کرنے کا بھی آپؐ نے اہتمام فرمایا۔ صحابہؓ مسجد نبویؐ میں مجالس و محافل منعقد کرتے تھے۔ آپؐ ان مجالس میں شریک ہوتے تھے اور شاعری کی تحسین فرماتے تھے۔

جابر بن سمرہ کہتے ہیں:

جالست رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر من ماة مرة و كان اصحابه يتناشدون الشعر ويتذاكرون اشياء من امر الجاهلية وهو ساكت و ربما تبسم منهم (54)

کہ میں آنحضور ﷺ کے پاس سو سے زیادہ مرتبہ بیٹھا ہوں' آپؐ کے صحابہؓ اشعار پڑھتے تھے اور عہد جاہلیت کا تذکرہ کرتے تھے' آپؐ اس مجلس میں خاموش رہتے تھے اور بعض اوقات تبسم فرماتے تھے۔

المسابقت: دوڑیں (Races)

آپؐ نے نہ صرف دوڑوں کے مقابلے کروائے بلکہ خود بھی ان میں

حصہ لیا- حضرت عائشہؓ کے ساتھ آپؐ نے بنفس نفیس دوڑ لگائی- (55)
نوجوانوں کے درمیان میں دوڑ لگوانے کا چشم دید مظاہرہ حضرت عبداللہؓ بن حارث کی زبانی یوں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصف عبداللہ وعبید اللہ و کثیر بن العباس ثم یقول: من سبق الی فلہ کذا و کذا- (56) آپؐ عبداللہ' عبیداللہ اور کثیر بن العباس کو ایک قطار میں کھڑا کرتے تھے پھر انہیں کہتے تھے کہ جو نوجوان میرے پاس سب سے پہلے پہنچے گا اسے یہ اور انعام ملے گا-

المصارعت: (wrestling)

آپؐ کا پسندیدہ کھیل تھا- آپؐ نہ صرف کشتیاں دیکھتے بلکہ کشتیوں کے مقابلے بھی کرواتے تھے اور بعض اوقات آپؐ خود بھی حصہ لیتے تھے- ایک ایسے ہی موقع پر آپؐ نے رکانہ پہلوان کے ساتھ کشتی کی اور اسے تین دفعہ پچھاڑ دیا- (57)

گھڑسواری' تیراندازی اور تیراکی:

آپؐ نے فرمایا- علموا اولادکم السباحة و الرماية و ركوب الخيل- (58) کہ اپنی اولادوں کو تیراکی' تیراندازی اور گھڑسواری سکھاؤ- سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: علیکم بالرمی فانہ خیر لھوکم - (59) کہ تم تیر اندازی کو لازم پکڑو کیونکہ یہ تمہارے لیے بہترین کھیلوں میں سے ہے-

بعد ازاں امیر المومنین حضرت عمرؓ نے سلطنت اسلامیہ میں باقاعدہ فرمان جاری فرمایا جس میں کہا گیا: علموا اولادکم السباحة والرماية ومروهم فليثبوا على الخيل وثبا - (60) کہ اپنی اولاد کو تیراکی اور تیراندازی سکھاؤ اور انہیں گھوڑوں کی پیٹھوں پر اچھلنا سکھاؤ -

تاہم آنحضورؐ نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ کہیں تفریح دیگر اہمیت کے حامل امور زندگی پر حاوی نہ ہو جائے - آپؐ نے سنجیدگی اور تفریح میں توازن اختیار کرنے کی تاکید فرمائی - آپ کا ارشاد ہے: اعط الوقت حقه من اللهو المباح بقدر ما يعطى الطعام من الملح - (61) یعنی مباح کھیل کو دکو اتنا وقت دو جتنا کہ کھانے میں نمک ہوتا ہے -

عالم اسلام کے مشہور مفکر اور ماہر تعلیم امام غزالیؒ نے اسوہ نبویؐ کی روشنی میں تفریح کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے:

مناسب و ينبغي ان يوذن للصبي انصراف من الكتاب ان يلعب جميلا يستريح من لعب المكتبة بحيث لا يتعب اللعب - (62) مناسب یہ ہے کہ بچے کو مدرسے سے واپسی پر تھوڑا بہت کھیلنے کی اجازت ہوتا کہ وہ مدرسے میں پڑھائی سے ہونے والی تھکاوٹ دور کرے تاہم یہ کھیل زیادہ نہ ہو کہ بچہ کھیل کھیل ہی میں تھک جائے -

تحریر و کتابت کے لیے نبی الامی ﷺ کی مساعی جمیلہ:

عرب امی لوگ تھے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، قرآن نے بھی انہیں امیین کہہ کر پکارا۔ سورۃ الجمعہ میں ارشاد ہے: ھو الذی بعث فی الامیین رسولا (63) وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول مبعوث کیا۔

مکہ میں تحریر و کتابت کی صورتِ حال:

آنحضور ﷺ کی تشریف آوری کے وقت (بلاذری کی رپورٹ کے مطابق) مکہ میں صرف سترہ آدمی لکھنا جانتے تھے۔ یعنی: ۱- عمرؓ بن الخطاب ۲- علیؓ ابن ابی طالب ۳- عثمانؓ بن عفان ۴- ابوعبیدہؓ بن الجراح ۵- طلحہؓ ۶- یزید بن ابی سفیان ۷- ابوحذیفہ ۸- ابن عتبہ بن ربیعہ ۹- حاطب بن عمرو ۱۰- ابوسلمہ بن عبدالاسد المخزومی ۱۱- ابان بن سعید ابن العاص بن امیہ ۱۲- خالد بن سعید ۱۳- عبداللہ بن سعید بن ابی سرح العامری ۱۴- حویطب ابن عبدالعزی العامری ۱۵- ابوسفیان بن حرب ۱۶- معاویہ بن ابی سفیان ۱۷- جہیم ابن الصلت (64)

حلفائے قریش میں سے العلاء بن الحضرمی بھی لکھنا جانتے تھے۔ (65)

عورتوں میں سے حضرت حفصہؓ، ام کلثومؓ، شفاءؓ بنت عبداللہ العدویہ لکھنا جانتی تھیں جبکہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ پڑھنا جانتی تھیں مگر لکھ نہیں سکتی تھیں (66)

مدینہ منورہ میں تحریر و کتابت :

بلاذری کہتے ہیں کہ اوس اور خزرج میں بہت قلیل لوگ لکھنا جانتے تھے ،۔ اسلام کی آمد کے وقت گیارہ افراد لکھنا جانتے تھے اور جو شخص کتابت میں کمال حاصل کر لیتا تھا اسے ''الکامل'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مدینہ میں سعد بن عبادہ ، اسید بن حضیر ، عبداللہ بن ابی اور سوید بن الصامت کو الکامل پکارا جاتا تھا۔ (67)

تحریر و کتابت کے لیے نبی الامی ﷺ کے اقدامات :

اس صورتِ حال میں نبی مکرم ﷺ نے تحریر و کتابت کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات فرمائے :

صفہ میں شعبہ کتابت و املاء کا اجراء:

آپ ؐ نے ''صفہ'' میں باقاعدہ کتابت و املاء کا شعبہ قائم کیا. جس کے سربراہ حضرت عبادہؓ بن الصامت انصاری تھے ۔ (68) جب کہ صفہ کے علاوہ مدینہ کے لوگوں کے لئے آپ ؐ نے حضرت عبداللہؓ بن سعید بن العاص کو مامور فرمایا:

> امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان علم الناس الکتابۃ بالمدینۃ و کان کاتبا محسنا۔ (68-a) کہ آپ ؐ نے حکم دیا کہ (عبداللہ) مدینہ کے لوگوں کو کتابت سکھائیں عبداللہ اچھے کاتب تھے ۔

تحریر و کتابت کی سب سے زیادہ ضرورت وحی کو محفوظ کرنے کے سلسلہ میں تھی۔ آپؐ نے اس کے لیے باقاعدہ سیکریٹریٹ قائم کیا جس میں وحی لکھنے پر بعض صحابہؓ کو مامور کیا. زیادہ تر وحی حضرت زیدؓ بن ثابت لکھتے تھے۔ (69) تاہم مدینہ پہنچنے پر سب سے پہلی وحی جس شخص نے لکھی وہ ابیؓ ابن کعب الانصاری تھے: وکان اول من کتب مقدمه المدینة ابی ابن کعب الانصاری۔ (70) جب ابیؓ موجود نہیں ہوتے تھے تو حضرت زیدؓ لکھنے کا کام کرتے تھے۔ قریش میں جس شخص نے سب سے پہلے وحی تحریر کی وہ عبداللہ بن سعید بن ابی سرح تھا مگر وہ بعد میں مرتد ہوگیا۔ (71)

قلم کی اہمیت :

آپؐ نے تحریر و کتابت کو عام کرنے کے لیے قلم کے ذریعے جو زبردست تحریک چلائی وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ آج پوری انسانیت آپؐ کے اس احسانِ عظیم کی زیرِ بار ہے۔

قلم کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپؐ پر جو سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اس میں قلم (جو تحریر کا قدیم ترین آلہ ہے اور آج بھی اس کی اہمیت مسلم ہے) کا خصوصی تذکرہ کیا گیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے خصوصی کرم قرار دیا گیا. ارشاد ہوا: اِقْـرَأْ وَ رَبُّكَ الْاَكْـرَمُ الَّـذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (72). پڑھیے اور تیرا رب انتہائی کریم ہے جس نے (انسان کو) قلم کے ذریعے تعلیم دی .مولانا مودودیؒ آیت ہذا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یعنی یہ اس کا انتہائی کرم ہے کہ اس حقیر ترین حالت سے ابتداء کرکے اس نے انسان کو صاحبِ علم بنایا جو مخلوقات کی بلند

ترین صفت ہے ۔ اور صرف صاحب علم ہی نہیں بنایا، بلکہ اس کو قلم کے استعمال سے لکھنے کا فن سکھایا جو بڑے پیمانے پر علم کی اشاعت، ترقی، اور نسل بعد نسل اس کی بقا اور تحفظ کا ذریعہ بنا ۔ اگر وہ الہامی طور پر انسان کو قلم اور کتابت کے فن کا یہ علم نہ دیتا تو انسان کی علمی قابلیت ٹھٹھر کے رہ جاتی اور اسے نشو ونما پانے، پھیلنے اور ایک نسل کے علوم دوسری نسل تک پہنچانے اور آگے مزید ترقی کرتے چلے جانے کا موقع نہ ملتا ۔'' (73)

مولانا ابو الحسن ندوی قلم کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: '' پہلی وحی میں خالق کائنات نے نوعِ بشری کو علم عطا کرنے کے احسان کا ذکر کیا ہے، اور اس میں قلم کو اس کا عظیم وسیلہ قرار دیا، جس سے علم کا تاریخی سفر وابستہ ہے اور جس سے تصنیف وتعلیم کی عالم گیر تحریک جاری ہوئی اور علم ایک فرد سے دوسرے فرد، ایک قوم سے دوسری قوم، ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتا رہا، دنیا میں علم کی اشاعت اور انسانی ضرورت کے مطابق اس کی عمومیت کا فخر اسی کو حاصل ہے اور اس کی گردش وجنبش سے مدارس وجامعات اور علمی اداروں اور کتب خانوں کی دنیا آباد ہے ۔'' (74)

عربی کا عظیم ادیب جاحظ کہتا ہے: '' یہ قلم ہی ہے جو ہم تک ماضی کا علم پہنچاتا ہے اور آنے والے زمانہ اور حال کا علم محفوظ کر دیتا ہے ۔ قلم کی دیوان میں بھی اشد ضرورت ہے اور بادشاہ کے لیے بھی بے حد ضروری ہے، اس کی مدد سے وہ مختلف صوبوں کی خبریں حاصل کرتا ہے اور پھر اس کی مدد سے احکامات جاری کرتا ہے'' ۔ (75)

ڈاکٹر حمید اللہ کہتے ہیں: ''قلم ہی وہ واسطہ ہے جو انسانی تہذیب و تمدن کا ضامن و محافظ ہے، اسی ذریعہ سے انسان وہ چیزیں سیکھتا ہے جو اسے معلوم نہیں ہوتیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضورؐ کی نظر سے یہ اہمیت کبھی مخفی نہیں رہی۔'' (76)

سفر ہجرت اور سامان کتابت:

اسی اہمیت کے پیش نظر آپؐ سفر میں بھی قلم دوات (لکھنے کا سامان) اپنے ساتھ رکھتے تھے، آپؐ کا سب سے زیادہ مشکل، خطرناک اور پر صعوبت سفر، ہجرت مدینہ کا تھا، اس سفر میں بھی آپؐ کے ساتھ لکھنے کا سامان موجود تھا۔ اس سفر کے دوران میں آپؐ نے سراقہ کو باقاعدہ تحریر لکھوا کر دی۔ اس واقعے کی تفصیل یوں ہے:

مکہ میں اشاعت اسلام کو تیرہ برس ہونے کو تھے کہ آپؐ کو ہجرت کا حکم ملا۔ آپؐ نے اپنے ساتھیوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا مگر آپؐ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ مکہ میں بحکم خداوندی مزید انتظار میں ٹھہر گئے ادھر مشرکین مکہ پیچ و تاب کھا رہے تھے کہ محمدؐ کے ساتھی بچ کر نکلتے جا رہے ہیں، چنانچہ قریش مکہ نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر لینے کا فیصلہ کر لیا۔ طے ہوا کہ ہر قبیلے کا ایک جوان ننگی تلوار لے کے رات کو آپؐ کے گھر کے باہر کھڑا ہو گا اور جوں ہی آپؐ باہر نکلیں گے تلواریں آپؐ پر ٹوٹ پڑیں گی. اس طرح بنو ہاشم بدلہ بھی نہیں لے سکیں گے اور محمد ﷺ کا (نعوذ باللہ) کام بھی تمام ہو جائے گا. آدھی رات کے وقت آپؐ بحکم ایزدی گھر سے نکلے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور ہدایت کی کہ صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ پہنچ

جائیں ۔آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو ساتھ لیا۔ رات کی تاریکی میں مکہ کی معروف شاہراہ کو چھوڑ کر مشکل ترین پہاڑی راستہ اختیار کیا اور غارِ ثور میں چھپ گئے۔ تین دن اور تین راتیں غار میں قیام کرنے کے بعد آپؐ عازم مدینہ ہوئے ۔ادھر قریش نے اعلان کر دیا کہ جو شخص محمد ﷺ کو زندہ یا مردہ لے آئے گا اسے سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے ۔ یہ اعلان سن کر مکہ کے بہت سے لوگوں نے قسمت آزمائی شروع کر دی۔ انہی میں سے ایک شخص سراقہ بن مالک جعشمی آپؐ کا تعاقب کرتا ہوا آپؐ کے قریب پہنچ گیا ، مگر قدرتِ خداوندی سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور وہ گر گیا۔ سراقہ سمجھ گیا کہ محمد ﷺ کے ساتھ خدائی طاقت ہے۔ سراقہ نے معافی مانگی ، آپؐ نے معافی دے دی ، مگر سراقہ نے معافی نامہ تحریری صورت میں مانگا ، آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق سے فرمایا کہ سراقہ کو معافی نامہ لکھ کر دیدو ۔ چنانچہ معافی نامہ سراقہ کو دے دیا گیا ۔

اس موقع پر آنحضورؐ اور سراقہ کے مابین جو مکالمہ ہوا اس کا اصل متن یہ ہے:

فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم لابی بکر : و قل له ما تبتغی منا؟ فقال ذالک ابو بکر ، قلت : تکتب لی کتابا یکون بینی و بینک ، قال : اکتب له یا ابا بکر ، فکتب لی کتابا فی عظم ، او فی رقعه اوفی

خزفه ، ثم القاه الی ، فاخذته فجعلته فی کنانتی ثم رجعت ،فسکت فلم اذکر شیا مما کان ، حتی اذا کان فتح مکة علی رسول الله صلی الله علیه و سلم و فرغ من حنین و الطائف ، خرجت و معی الکتاب لالقاه فلقیته بالجعرانة . (77)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس سے کہو، وہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟'' چنانچہ ابوبکرؓ نے یہ بات کہی ، میں نے کہا: آپؐ میرے لیے ایک تحریر لکھوا دیں جو میرے اور آپؐ کے درمیان نشانی رہے. آپؐ نے فرمایا :''اے ابوبکرؓ اسے (دستاویز) لکھ دو'' ۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ہڈی پر یا کسی چیز کے ٹکڑے یا کپڑے پر ایک تحریر لکھ دی اور اسے میری طرف ڈال دیا ، میں نے اسے پکڑا اور اپنے ترکش میں رکھ لیا ۔ پھر میں واپس پلٹ آیا اور خاموش رہا ، جو کچھ ہوا تھا اس کا بالکل تذکرہ نہ کیا . یہاں تک کہ فتح مکہ کا موقع آیا اور آپؐ غزوہ حنین و طائف سے جب فارغ ہو گئے تو میں آپؐ سے ملنے کے لیے (گھر سے) نکلا جبکہ وہ تحریر بھی میرے پاس تھی ۔ چنانچہ میں نے جعرانہ کے مقام پر آ کر آپؐ سے ملاقات کی ۔

اندازہ کیجئے اتنے پرصعوبت، پرخطر اور تکلیف دہ سفر میں جب کہ انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں آپ گھر سے نکلے۔ دشمن آپؐ کے خون کے پیاسے تھے، تبھی آپؐ نے اپنے زادِراہ میں لکھنے کا سامان رکھوالیا۔ اس سے حساب لگایا جاسکتا ہے کہ آپؐ کے نزدیک قلم کی اہمیت (لکھنے کے سامان) کس قدر تھی؟

غالباً تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ واحد واقعہ ہے جو قلم و دوات کی ضرورت واہمیت پر دال ہے۔

قلم کا استعمال اور صحابہؓ کے ہاں قلم کی اہمیت :

لکھنے کے آلے (قلم) کی شکلیں بدلتی رہی ہیں۔ دنیا میں اسلام سے پہلے لوگوں نے پتھروں اور پھر نوکدار آلوں سے لکھا، لیکن تمام تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ ہاتھ سے لکھنے کے لیے قلم ترقی کا آخری آلہ ہے جو اس وقت تک رائج ہے۔ مسلمانوں نے قلم کے استعمال کو اتنی ترقی دی کہ اسے مستقل علم اور ہنر بنا دیا۔ چنانچہ علم پکڑ نے، قلم بنانے اور اس کے مختلف طریقہ ہائے استعمال پر اتنا لکھا گیا کہ دنیا کی کسی زبان میں اتنا نہیں لکھا گیا ہوگا۔

قلم کی اہمیت قرآن نے اس قدر بیان کی کہ اس کی قسم کھائی گئی: ن o والقلم وما یسطرون ۔ (78) قسم ہے قلم کی اور اس کی جو لکھتے ہیں۔ ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ و ما یسطرون سے مراد '' و ما یکتبون '' ہے۔(79) یعنی اس سے مراد ہے ''جو کچھ لکھتے ہیں''۔ قلم کی اہمیت کا مزید اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ان اول شیء خلقه الله القلم

(80) کہ سب سے پہلی چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ قلم ہے. اسی لیے جاحظ کہتا ہے کہ ''واقعی قلم علم کا ذریعہ ہے اور قلم کا ہی سکہ چلتا ہے۔ (81)

صحابہؓ میں قلم کے استعمال کی حرص کہاں تک تھی؟ حضرت عبداللہؓ بن خثنی فرماتے ہیں: ''میں نے صحابہ کرامؓ کو نرسل کی قلموں سے اپنی ہتھیلیوں پر لکھتے دیکھا ہے''۔ (82)

آپؐ کے کاتبین (صحابہؓ) کو قلم دوات اور لکھنے کا سامان ہر وقت تیار رکھنا پڑتا تھا. (83) چنانچہ جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: لا یستوی القاعدون من المومنین (84) تو حضورﷺ نے حضرت براء بن معرور سے کہا: '' زید کو میرے پاس لاؤ کہ وہ تختی، دوات اور ران کی ہڈی لے کر آئے۔'' (85)

خوشخطی کے لیے آپؐ کے اقدامات:

قلم کی ضرورت واہمیت کے ساتھ ساتھ اس کے ٹھیک اور خوبصورت استعمال (خوشخطی) کے بارے میں بھی آنحضورﷺ خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

قد کان نبی من الانبیاء یخط، فمن
وافق خطه ذالک الخط علم . (86)

یعنی خدا کے انبیاء میں سے ایک نبی بہترین انداز میں لکھا کرتا تھا۔ چنانچہ جس کی لکھائی اس نبی کی لکھائی کے مطابق ہوئی اس نے واقعی لوگوں کو علم سکھایا۔

آپؐ کا مزید ارشاد یہ ہے:

الخط الحسين يوضح الحق . (87)

خوبصورت خط حق کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔

امام ثوریؒ قرآن پاک کی آیت :او اثـــارة مـــن علم.(88) سے مراد خط لیا کرتے تھے ۔ (89)

اس ضمن میں ایک بار نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ خط کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: هـو اثـاره مـن عـلـم (90) یہ بھی علم کی ایک شاخ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بھی" اثـارة مـن علم " سے مراد خوبصورت خط لیا کرتے تھے۔(91)

اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعے کا تذکرہ کرنا بے جا نہ ہوگا ایک بار مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ سے حضرت عمرؓ نے پوچھا:"کس کو قائم مقام بنا کر آئے ہو؟" انھوں نے کہا:"مجاہد بن جبیر کو"، عمرؓ نے پوچھا: "یہ عزوان کی بیٹی کا مولی (غلام) ہے؟" انھوں نے کہا"ہاں وہ کاتب بھی ہے۔" اس پر حضرت عمرؓ نے کہا:" علم اپنے صاحب کو بہت اونچا لے جاتا ہے"۔(92) (یہاں حضرت عمرؓ کا اشارہ خوبصورت خط کی طرف تھا۔)

حضرت علیؓ نے حسن تحریر کے بارے فرمایا: الـــخـــط عـــلامة فكل ما كان بين احسن ۔(93) خط علامت ہے پس جس شخص کا خط جتنا زیادہ واضح ہوگا تو اتنا ہی زیادہ خوبصورت ہوگا۔

تحریر کو خوبصورت بنانے کے ساتھ ساتھ اس بات کی ضرورت بھی ہے کہ روشنائی خشک نہ ہونے کی صورت میں الفاظ وحروف خراب نہ ہوجائیں اور کاغذ پر داغ دھبے نہ پڑ جائیں۔

آنحضرتؐ نے اس سلسلہ میں خصوصی تاکید کی کہ تحریر کو مٹی سے خشک کیا جائے۔ (اس زمانے کی ٹیکنالوجی کے مطابق) آپؐ نے فرمایا:

اذا کتب احدکم فلیتربہ فان التراب مبارك و انجح للحاجة (94)

کہ تم میں سے جو کوئی تحریر لکھے تو (روشنائی کی تری کے باعث) روشنائی کو خشک کرنے کے لیے اوپر مٹی ڈالے۔ (اور اس سے خشک کرے) کیونکہ مٹی سے خشک کرنا باعث برکت ہے۔ (تحریر خراب نہیں ہوتی) اور تحریر کی ضرورت کو زیادہ واضح کرتا ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں: ''یہ ایک عقلمندی کی بات ہے جو آنحضورؐ کے مشاہدہ کی دلیل ہے، کیونکہ بعض اوقات جلدی میں خط بند کر دیا جاتا ہے اور روشنائی گیلی رہتی ہے جس کے باعث تحریر پر نشان پڑ جاتے ہیں اور وہ پڑھنے کے قابل نہیں رہتی۔'' (95)

تحریر کی درستگی کے لیے آپؐ کی ہدایات:

قرآن مجید میں آپؐ کو نبی الامی کہا گیا۔ آپؐ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس کے باوجود آپؐ نے تحریر کے بارے میں ہدایات دیں۔

آپؐ نے حضرت معاویہؓ کو قلم، دوات اور حروف تہجی درست لکھنے کے بارے میں مندرجہ ذیل ہدایات دیں۔

یا معاویہ الق دواة، و حرف القلم، و انصب الباء، و فرق السین،

و لا دور الميم ، و حسن الله ، و مد
الرحمن ، وجود الرحيم ، وضع قلمك
علىٰ اذنك اليسرىٰ اذكر لك (96)

اے معاویہؓ دوات (اچھے پانی) رکھو اور قلم کو
تیز دھار رکھا کرو اور باء کو بلند (نمایاں) کرو اور سین کو (
دندانوں کے اظہار کی شکل میں) واضح اور الگ کرو او
رمیم کو بند نہ کرو (کہ میم کی گولائی ختم کردو) اور لفظ اللہ کو
خوبصورت وعمدہ طریقہ سے لکھو، لفظ رحمٰن پر مد ڈالو اور لفظ
رحیم کو عمدہ بناؤ اور اپنا قلم اپنے بائیں کان پر رکھو یہ تمہیں
(باتیں) یاد دلا ئیگا. (یا اس طرح کہ وہ تمہیں زیادہ بہتر
طریقہ سے یاد رہے گا)۔

اس سلسلہ میں خود حضرت امیر معاویہؓ سے منسوب ایک دلچسپ قصہ ہے. کہ آپؓ نے ایک مرتبہ اپنے کاتب عبید غسانی کو بلایا اور فرمایا: کہ میں تمہیں جو کچھ لکھواتا ہوں اسے لکھو اور رقش کرو. غسانی کہتا ہے کہ رقش کیا ہے؟ آپؓ تبسم کر کے فرمانے لگے کہ ایک دن میں مدینہ منورہ میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کاتب کی حیثیت سے مجھے بلوایا اور حکم دیا کہ لکھو اور رقش کرو۔ میں نے بھی پوچھا یا رسول اللہؐ! رقش کیا چیز ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: حرف پر جہاں ضرورت ہو نقطے لگاؤ (97)

حضرت علیؓ نے کاتب کو تحریر کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہدایات دیں:

عن علی ، انہ قال لکاتبہ ،

عبید اللہ بن ابی رافع ، الق دواتک ،
واطل مشق قلمک ، وافرح بین
السطور ، وقرمط (مقاربہ السطور)
بین الحروف (98)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے
کاتب عبید اللہ بن ابی رافع سے فرمایا: اپنی دوات (
اپنے پاس) رکھو اور اپنے قلم کو پتلا اور لمبا رکھو۔ اور تحریر
کی لائنیں کھلی کھلی اور لائنوں میں حروف کو قریب قریب
اور باریک لکھو۔

حضرت عمرؓ فاروق نے تحریر کی حفاظت کے لیے خصوصی ہدایات جاری کیں:

عن ابی بلال ، قال :حدثنی رجل
من اهل باهله ان کاتب ابی موسیٰ
کتب الی عمر ، فکتب عمر اذا اتاك
کتابی هذا ، فاجلده .(99)

یعنی حضرت عمرؓ کے کاتب ابی موسیٰؓ نے حضرت
عمرؓ کو خط لکھا، جواباً حضرت عمرؓ نے ابی موسیٰؓ کو لکھا، جب
تمہارے پاس میرا یہ نامہ آئے تو اسے (محفوظ کرنے کے
لیے) جلد کرلو۔

تحفیظ علم بذریعہ کتابت:

آنحضور ﷺ نے علم کو قلم کے ذریعے محفوظ کرنے پر بہت زور دیا۔

آپؐ نے فرمایا: قیدوا العلم بالکتابه (100) کہ علم کو کتابت (لکھنے) کے ذریعے مقید (محفوظ) کرو۔ عبداللہؓ بن عمرو عطاء سے روایت کرتے ہیں:

قلت یا رسول اللہ ! اقید العلم؟ قال: نعم، قید العلم، قلت و ما تقییدہ؟ (و ما تقیید العلم) قال: کتابة (الکتابة) (101)

میں نے کہا: یا رسولؐ اللہ ! کیا میں علم کو قید کر لوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں علم کو قید کر لو۔ میں نے عرض کیا: اس کا قید کرنا کیا ہے؟ (تقیید العلم سے کیا مراد ہے؟) آپؐ نے فرمایا: اس کا لکھنا تقید العلم ہے۔ (یعنی لکھنے سے علم محفوظ ہو سکتا ہے۔)

مالک بن انسؓ نے کتابت کو تقویٰ کے ساتھ شمار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

علیک بالتقویٰ للہ فی السر و العلانیه و کتابة العلم من عند اهله (102)

کہ تم چھپے یا علانیہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اہلِ علم سے کتابت علم (یعنی کتابت علم کا فن سیکھو)۔

اسی طرح اسلام میں کتابت کو حقوقِ اولاد میں شمار کیا گیا: حق

الولد علی الوالدان یعلمه الکتابه ۔ (103) بیٹے کا اپنے والد پر یہ حق ہے کہ وہ اسے کتابت سکھائے۔

مسلمانوں میں کتابت علم کے تصور نے اتنی ترقی کی اور اسے اتنا ضروری قرار دیا گیا کہ معاویہ بن مرہ کے بقول اسے عالم نہیں سمجھا جاتا تھا جو علم کو لکھتا نہیں تھا : من لم یکتب العلم فلا تعدوہ عالما ۔ (104) کہ جو علم کو نہ لکھتا ہو اسے عالم نہ گردانو۔

کتابت حدیث کے معاملہ میں صحابہ و تابعین کا ذوق یہاں تک بڑھا کہ دوران سفر بھی لکھنے کا کام جاری رہا. چنانچہ سعیدؓ بن جبیر کہتے ہیں :

کنت اسیر مع ابن عباس فی طریق مکه ، و کان یحدثنی بالحدیث فاکتبه فی الرحل ، حتی اصبح فاکتبه (105) کہ میں ابن عباسؓ کے ساتھ مکہ کے راستے میں ہمسفر رہتا تھا، آپؓ حدیث بیان کرتے تھے تو میں پالان کے اگلے حصے پر لکھ لیتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تو میں (دوبارہ) لکھ لیتا تھا۔

بعض اوقات آنحضورﷺ کے پاس لوگ آکر مسائل پوچھتے تھے اور ساتھ ہی مطالبہ کرتے تھے کہ انہیں ان کا جواب لکھ کر دیا جائے۔ ایک ایسے ہی موقع پر ابوشاہ نامی ایک شخص آیا۔ آپؐ حرمت مکہ کے متعلق کچھ بیان فرما رہے تھے۔ ابوشاہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ ! یہ مسائل مجھے لکھ کر دیئے جائیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا : اکتبوا لابی الشاہ ۔(106) کہ یہ مسائل

ابو شاہ کو لکھ کر دیے جائیں. ایک انصاری کو احادیث یاد نہیں رہتی تھیں۔ اس نے شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا: استعن بیمینک و اومأ بیدہ ۔(107) یعنی اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو اور آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ (یعنی دائیں ہاتھ سے لکھو)

کتابت حدیث کی اہمیت یہاں تک بڑھی کہ کچھ لوگوں کے نزدیک صرف زبانی چیز ضائع ہونے کے مترادف ٹھہری:

و قال معمر عن صالح بن کیسان ، قال : سمعت انا و ابن شہاب و نحن نطلب العلم ، فاجتمعنا علی ان نکتب السنن ، فکتبنا کل شیء سمعنا عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم ، ثم قال : نکتب ایضا ما جاء عن اصحابہ ، فقلت ، لا ، لیس بسنۃ ، فقال : بل ھی سنۃ ، قال : فکتب ، و لم اکتب فانجع ، وضیعت (108)

معمر نے صالح بن کیسان سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور ابن شہاب (الزہری) سماعت حدیث کرتے تھے جبکہ ہم علم حاصل کرتے تھے . پس ہم دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ ہم سنن (رسول) لکھیں گے ، سو ہم نے جو چیز بھی آنحضور ﷺ سے سنی لکھ لی. پھر کہا : ہمیں

وہ چیز بھی لکھ لینی چاہیئے جو حضورؐ کے ساتھیوں سے ملے۔
میں نے کہا نہیں وہ سنت نہیں ہے، اس نے کہا سنت ہے۔
پھر فرمایا: اس نے لکھ لیا، (اصحاب رسول کی سنتوں کو)
اور میں نے نہیں لکھا. پس اس نے وہ (سرمایہ) محفوظ کر لیا
اور میں ضائع کر دیا۔

اس ضمن میں خود حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے شاگردِ رشید وہب بن منبہ سے ایک موقع پر حسرت بھرے انداز میں کہا:

ما كان احد اكثر منى عن
رسول الله صلى الله عليه و سلم الا
ما كان عن عبد الله بن عمرو فانه
كان يكتب و كنت لا اكتب۔ (109)

کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرنے والا مجھ سے بڑھ
کر کوئی نہ تھا سوائے عبد اللہ بن عمروؓ کے، کیونکہ وہ
ارشادات رسولؐ لکھ لیتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

خلیفہ راشد حضرت عمرؒ بن عبد العزیز نے کتابت حدیث کا باقاعدہ فرمان جاری کیا تا کہ احادیث ضائع نہ ہو جائیں:

و كتب عمر بن عبد العزيز الى
ابى بكر بن حزم، انظر ما كان من
حديث رسول الله صلى الله عليه و
سلم فاكتبه، فانى خفت دروس

العلم، و ذهاب العلماء . (110)

حضرت عمرؓ بن عبد العزیز نے ابی بکر بن حزم کو لکھا
کہ احادیث رسولؐ قلمبند کرو. کیونکہ مجھے علم اور علماء کے
اٹھ جانے کا خوف ہے.

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شہادت تحریری صورت میں قابلِ قبول ہے؟ اس کا جواب ابن مبارک سے سنیئے :

سئل ابن مبارك عن الرجل
یشهد علی الشهادة فینساها
فیجدها مکتوبه عنده ، ایشهد بها ،
فقال: وهل علمنا الا هكذا . (111)

حضرت عبد اللہؒ ابن مبارک (مشہور تابعی)
سے ایک آدمی نے پوچھا کہ اگر کسی شخص کو شہادت تحریری
صورت میں مل جائے درآنحالیکہ وہ زبانی بھول جاتا ہو،
تو کیا (لکھی ہوئی) شہادت قابل قبول ہے؟ فرمایا: ہم
اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے۔ (یعنی لکھی ہوئی
شہادت قابل قبول ہے)

کتابت حدیث کے بارے میں صحابہ و تابعین کی دلیل یہ تھی کہ خدا نے خود اپنی کتاب میں کتابت کا ذکر کیا ہے۔

و قال ابو هلال : قالوا للقتاده ،
نکتب ما نسمع منک ، قال : و ما

يمنعك ان تكتب و قد اخبرك اللطيف الخبير ، انه يكتب قال علمها عند ربی فی كتاب . و قال ابو المليح: وتعيذون علينا بالكتاب و قد قال الله تعالی علمها عند ربی فی كتاب (112)

ابو ہلال کہتے ہیں کہ قتادہ سے کہا گیا کہ ہم جو کچھ آپؒ سے سنتے ہیں وہ لکھ لیتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: تمہیں لکھنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ درانحالیکہ لطیف وخبیر نے بتایا ہے کہ وہ خود لکھتا ہے۔ (انھوں نے یہ آیت بطور دلیل پیش کی) علمها عند ربی فی كتاب. ابوالمليح کہتے ہیں کہ تم ہمارے خلاف کتاب سے مدد لیتے ہو جب کہ اللہ نے فرمایا ہے: علمها عند ربی فی كتاب (113)

متخصصین کی تیاری

آنحضور ﷺ نے جہاں عمومی تعلیم کے لئے جد جہد فرمائی وہیں آپؐ نے صحابہ میں متخصصین کی ایک ٹیم بھی تیار کر دی تاکہ یہ ٹیم سلسلہ تعلیم جاری رکھ سکے اور قرآن و سنت سے متعلقہ تعلیمات کی تشریح و توضیح کر سکے۔ آپؐ نے مختلف علوم کے ماہرین (Experts) تیار کئے۔ قرآن مجید کی قرات و تجوید کے لیے آپؐ نے حضرت ابی ؓ ابن کعب' حضرت علیؓ، معاذؓ بن جبل اور سالمؓ

مولیٰ ابی حذیفہؓ کو تیار فرمایا- ان چاروں کے تخصص کے بارے آپؐ نے مختلف اوقات میں توثیق فرمائی -حضرت ابیؓ کے بارے میں فرمایا: اقرا ھم ابی ابن کعب -(114) سب سے بڑے قاری ابی ابن کعب ہیں-

ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت ابیؓ کی یوں تحسین فرمائی :لیھنک العلم یا ابا المنذر- (115) اے ابالمنذر (ابی ابنؓ کعب) تمہیں علم مبارک ہو-

حضرت ابیؓ کی اس علم کے بارے میں شان یہ تھی کہ آنحضور ﷺ نے اللہ کے حکم سے آپ کے سامنے قرآن پڑھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا: ان اللہ امرنی ان اقرء علیک القرآن - (116) کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں-

حضرت علیؓ قرات' تفسیر اور علم القضاء کے منصب پر فائز تھے اور ان علوم میں انہیں درجہ اختصاص حاصل تھا- حضرت عبدالرحمٰنؒ السلمی کہتے ہیں: ما رایت احدا کان اقرا من علی - (117) کہ میں نے علیؓ سے زیادہ بہتر قاری کوئی نہیں دیکھا- جہاں تک آپ کے علم قضاء کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں علقمہ حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے کہتے ہیں : کنا نتحدث ان من اقضی اھل المدینۃ علی - (118)) کہ ہم حضرت علیؓ کو اہل مدینہ کا سب سے بڑا قاضی شمار کرتے تھے- یہی رائے حضرت عمرؓ کی ہے آپؓ فرماتے ہیں: اقضانا علی واقرء نا ابی - (119) کہ ہمارے سب سے بڑے قاضی علیؓ اور سب سے بڑے قاری ابیؓ ہیں- حضرت عبداللہ بنؓ عباس تفسیر قرآن کے ماہر (Expert) تھے-عکرمہ کہتے ہیں:کان ابن عباس اعلمھا

بالقرآن۔ (120) کہ ابن عباس صحابہ میں سب سے زیادہ قرآن کا علم رکھنے والے تھے۔ آپ کے کثرت علم کی شان یہ تھی کہ ابو محمد بن حزمؒ کہتے ہیں:

ویمکن ان یجمع من فتوی کل واحد منھم سفر ضخم۔ (121) کہ ایسا ممکن ہے کہ ہر موضوع سے متعلق اگر ان کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو (یہ ایک موضوع سے متعلق) فتاویٰ ایک اونٹ کے برابر ہوں۔

آنحضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بنؓ مسعود کو تفسیر قرآن اور علوم قرآن کے لیے تیار کیا۔ آپؐ نے عبداللہؓ بن مسعود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: انک لغلیم معلم۔ (122) تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو۔

حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کے بارے میں رائے دی: کنیف ملئی علما اثرت بہ اھل القادسیۃ۔ (123) برتن ہے علم سے بھرا ہوا اسے میں نے اپنے مقابلے میں اہل قادسیہ کے لیے ترجیح دی ہے۔

حضرت ابوموسیٰؓ اشعری خود بہت بڑے عالم، فقیہ اور مفتی و قاضی تھے مگر جب لوگ ان سے مسائل پوچھتے تھے تو وہ فرماتے تھے: لا تسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم۔ (124) کہ جب تک تمہارے اندر یہ سکالر موجود ہے مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔

وراثت کی تعلیم اور علم الفرائض کے لیے آپؐ نے زیدؓ بن ثابت کو تیار کیا اور وہ اس علم میں درجہ تخصص پر فائز ہوئے۔ آپؐ نے حضرت زیدؓ کے بارے میں فرمایا: افرض امتی زید بن ثابت۔ (125) میری امت میں علم الفرائض کا سب سے زیادہ جاننے والا زیدؓ بن ثابت ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کے بارے میں لوگوں سے کہا: من کان یرید ان یسال عن الفرائض فلیات زید بن ثابت - (126) کہ جو شخص علم الفرائض کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہے وہ زیدؓ بن ثابت کے پاس آئے-

حضرت معاذؓ بن جبل علم حلال وحرام کے حوالے سے درجہ تخصص پر فائز تھے- آنحضورﷺ نے فرمایا: اعلم امتی بالحلال و الحرام معاذ بن جبل - (127) میری امت میں حلال وحرام کا سب سے زیادہ جاننے والا معاذؓ بن جبل ہے-

یہ وہ لوگ تھے جو مختلف علوم میں درجہ تخصص پر فائز تھے- مسروق نے صحابہؓ کے علم کا تجزیہ کرتے ہوئے جو کچھ کہا ہے اس سے مندرجہ بالا اصحاب رسول کی علمی شان' رسوخ فی العلم اور اختصاص فی العلم کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے- وہ فرماتے ہیں:

شاممت اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فوجدت علمهم انتهی الی الستة ؛الی عمر و علی وعبدالله و معاذ و ابی الدرداء و زید بن ثابت و شاممت الستة فوجدت علمهم انتهی الی علی و عبدالله - (128) کہ میں نے اصحاب رسول اللہﷺ کے علم کا اندازہ کیا تو میں نے چھ اصحاب میں علم منتہی پایا؛ یعنی عمرؓ علیؓ عبداللہ بن مسعودؓ معاذؓ' ابی الدرداءؓ

اور زیدؓ بن ثابت - پھر میں نے ان چھ کے علم کا تجزیہ کیا تو
مجھے معلوم ہوا کہ بالآخر علم دو افراد تک منتہیٰ ہوتا ہے اور
وہ ہیں؛ حضرت علیؓ اور عبداللہؓ بن مسعودؓ -

یہ ہیں وہ متخصصین فی العلم صحابہ جنہوں نے آنحضورؐ کی برپا کردہ علمی تحریک کو آگے بڑھایا اور تھوڑے ہی عرصے میں نہ صرف جزیرۃ العرب بلکہ روم وایران (قیصر وکسریٰ کی مملکتوں) میں بھی اسلامی علوم وفنون کی دھاک بیٹھ گئی - اسلامی علوم وفنون کا یہ سورج ایک ہزار سال تک پوری آب وتاب کے ساتھ روشنی بکھیرتا رہا -

تشکیل وفود برائے توسیع واستحکام تعلیم :

مدینہ النبی میں آپ ﷺ نے جو تعلیمی نظام رائج فرمایا وہ مدینہ کی ضرورت کے لیے کافی تھا مگر جب مملکت اسلامیہ رفتہ رفتہ وسعت پذیر ہوئی اور خانہ بدوش (عرب) بدوؤں بلکہ شہروں میں مستقل طور سے سکونت اختیار کرنے والے عربوں نے بھی اسلام قبول کرنا شروع کر دیا' تو ایک نئے دین کا ناگزیر نتیجہ یہ تھا کہ ایک وسیع تعلیمی نظام قائم ہو جو دس لاکھ مربع میل کی ضرورتوں کو پورا کر سکے - عہد نبویؐ کے اختتام پر حکومت اسلامی باوجود اس قدر وسیع رقبے پر مشتمل ہونے کے تعلیم کی ضرورتوں سے اچھی طرح عہدہ برآ ہونے لگی تھی - کچھ تو مرکز مدینہ سے بڑے بڑے مقامات پر تربیت یافتہ معلم بھیج دیئے جاتے تھے اور کچھ صوبہ دار گورنروں کے فرائض منصبی میں یہ صراحت کے ساتھ شامل کر دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے ماتحت علاقہ کی تعلیمی ضرورتوں کا مناسب انتظام کریں - چنانچہ یمن کے گورنر عمروؓ بن حزم کے نام آپؐ نے جو ہدایت نامہ جاری فرمایا اس میں درج تھا کہ لوگوں کے لیے

قرآن' حدیث' فقہ اور علوم اسلامیہ کی تعلیم کا بندوبست کریں- (129)

اشاعت و توسیع تعلیم کے لیے معلم اعظم ﷺ نے دو طریقے اختیار فرمائے' ایک ہنگامی' عارضی اور قلیل المیعاد جبکہ دوسرا مستقل اور طویل المیعاد-

قلیل المیعاد منصوبہ بندی:

یعنی کچھ لوگوں کو یہ موقع فراہم کیا جاتا تھا کہ وہ مدینہ منورہ میں پندرہ بیس دن یا مہینہ دو مہینہ رہ کر عقائد اور فقہ کے ضروری مسائل سیکھ لیں اور اپنے قبائل میں واپس جا کر ان کو تعلیم دیں:

كان ينطلق من كل حى من العرب عصابة فياتون النبى ﷺ فيسئالونه عمايريدون من امر دينهم ويتفقهون فى دينهم - (130) کہ آنحضور ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ میں ہر قبیلے سے لوگ آتے تھے، آپؐ سے دینی امور کے بارے میں جو چاہتے پوچھتے تھے اور دین کے بارے میں فہم حاصل کرتے تھے-

مثلاً مالکؓ بن الحویرث جب سفارت لے کر آئے تو مدینہ میں بیس دن قیام کیا اور ضروری مسائل کی تعلیم حاصل کی، جب چلنے لگے تو آپؐ نے فرمایا:

ارجعوا الى اهليكم فعلموهم و مروهم وصلوا كما رايتمونى اصلى- (131) اب تم اپنے گھروں کو واپس لوٹ

جاؤ اور گھر والوں کو ان مسائل کی تعلیم دو (جو تم سیکھ چکے ہو) اور انہیں (تعلیم کا) حکم کرو اور جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اس طرح نماز پڑھو۔

اسی طرح بہراء کا وفد مدینہ آیا' کچھ عرصہ قیام کر کے علم حاصل کیا۔

عن الصناعة بنت زبير بن عبدالمطلب' قالت: قدم وفد بهراء من اليمن' وهم ثلاثة عشر رجلاً' فاقبلوا يقودون رواحلهم حتى انتهوا الى باب المقداد بن عمر ببني جديلة' فخرج اليهم المقداد' فرحب بهم' وانزلهم في منزل من الدار' واتوا النبي ﷺ' فسلموا وتعلموا الفرائض' واقاموا اياما' ثم جاءوا رسول الله ﷺ بدعوته' فامر بجوائزهم وانصرفوا الى اهليهم-(132)

ضباعة بنت زبیر بن عبدالمطلب سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: تیرہ (13) اشخاص پر مشتمل بہراء کا وفد یمن سے آیا۔ یہ لوگ اپنے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے جدیلہ میں باب مقدادؓ بن عمر کے پاس پہنچے تو حضرت مقدادؓ ان کے پاس گئے' انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں ایک گھر میں ٹھہرایا۔ وہ نبیؐ کے پاس آئے اور سلام کیا۔ (ساتھ ہی)

انہوں نے فرائض کی تعلیم حاصل کی اور چند دن ٹھہر گئے پھر آنحضورﷺ کے پاس آپؐ کے بلانے پر حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان کے لیے سامان (زادراہ) کا حکم جاری فرمایا۔

اسی طرح فروہ مدینہ منورہ میں ایک وفد لے کر آئے۔مختصر سیرت رسول میں مذکور ہے:

قدم فروه بن المسيك المرادى وافدا على رسول الله ﷺ مفارقا لملوك كندة ومتابعا للنبى ﷺ، فنزل على سعدؓ بن عباده وكان يعلم القرآن و فرائض الاسلام و شرائعه۔(133)

فروہؓ بن مسیک المرادی ملوک کندہ کو چھوڑ کر آنحضورﷺ کی پیروی کرتے ہوئے وفد لے کر آپؐ کے ہاں آئے تو سعدؓ بن عبادہ کے پاس ٹھہرے۔سعدؓ انہیں قرآن، فرائض اسلام اور شرائع اسلامی کی تعلیم دیتے تھے۔

اسی طرح وفد عامر آیا، واقدی کہتے ہیں:

وكانوا عشرة و اقرئوا بالاسلام وكتب لهم كتابا فيه شرائع الاسلام، وامر ابى بن كعب فعلمهم قرآن واجازهم عليه الاسلام و

انصرفوا-(134)

یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا' انہیں اسلام کی تعلیم دی گئی۔ ان کے لیے آپؐ نے ایک تحریر لکھ دی جس میں اسلامی شریعت کے احکام مندرج تھے- آپؐ نے ابیؓ بن کعب کو قرآن کی تعلیم دینے کا حکم صادر فرمایا- چنانچہ ابیؓ بن کعب نے انہیں قرآن سکھایا' اس کے بعد آپؐ نے انہیں واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی-

نبوت کے دسویں سال شعبان میں خولان کا وفد آیا- یہ دس افراد پر مشتمل تھا- آپؐ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم نے خولان (بت جس کی یہ لوگ پوجا کرتے تھے) کا کیا کیا ہے؟ کہنے لگے "صرف بوڑھے لوگ اس کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں' ہم واپس جا کر اسے توڑ دیں گے-" آپؐ نے انہیں دینی احکام سکھائے-

ثم اعلمهم فرائض الدين' وامرهم بالوفا بالعهد والا مانة وحسن الجوار وان لايظلموا' ثم اجازهم و رجعوا الى قومهم و هدموا الصدنم-(135)

پھر آپؐ نے انہیں فرائض دین کی تعلیم دی اور انہیں وعدے کی پابندی اور امانت کی پاسداری اور ہمسائے سے حسن سلوک کا حکم دیا اور یہ کہ وہ ظلم نہ کریں- پھر آپؐ نے انہیں (گھر جانے کی) اجازت دے دی-

وہ واپس اپنی قوم کے پاس گئے تو انہوں نے اپنے بت
کو توڑ دیا۔

طویل المعیاد منصوبہ بندی:

دوسرا طریقہ مستقل اور طویل المیعاد تھا۔ آپؐ نے صفہ کے نام سے باقاعدہ درسگاہ تعمیر فرمائی جہاں آپؐ خود اور آپؐ کے مقرر کردہ معلمین باقاعدہ درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ صفہ نبوی کی تعلیم سے استفادہ کرنے اور مرکز اسلام میں رہائش اختیار کرنے کے لیے آپؐ نے دور دراز کے لوگوں کو ترغیب دی۔ ''اس طرح بہت سے لوگ اپنے خاندانوں سمیت مدینہ میں رہائش پذیر ہو گئے جس کی وجہ سے انہیں براہ راست تعلیم اسلام سے استفادہ کا موقع ملا۔'' (136) اس کا طریقہ یہ تھا کہ'' داعیان اسلام جو اطراف عرب میں بھیجے جاتے تھے ان کو ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ لوگوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ وطن چھوڑ کر مدینہ آ جائیں اور یہیں بود و باش اختیار کریں۔ اس کا نام ہجرت تھا۔ اس بناء پر بیعت کی دو قسمیں کر دی گئیں تھیں: بیعت اعرابی اور بیعت ہجرت' بیعت اعرابی صرف ان بدوؤں کے لیے تھی جن کو کچھ دن مدینہ میں ٹھہرا کر تعلیم دینا مقصود تھا۔'' (137)

مشکل آلاثار میں روایت ہے کہ جب عقبہ بن جہنی اسلام لائے تو آنحضرتؐ نے ان سے دریافت کیا کہ بیعت اعرابی کرتے ہو یا بیعت ہجرت؟ اس کے بعد صاحب مشکل آلاثار لکھتا ہے:

ان البیعة من المهاجر توجب الاقامة
عنده ﷺ لیصرف فیما یصرفه من امور
الاسلام بخلاف البیعة الاعرابیة ۔(138)

یعنی بیعت ہجرت کی صورت میں آپ ﷺ کے پاس اقامت ضروری ہو جاتی تھی تاکہ آپؐ ان (بیعت کرنے والوں) کو اسلامی امور میں لگائیں، بخلاف بیعت اعرابیہ کے۔ (کیونکہ اس بیعت کی صورت میں آپؐ کے پاس ٹھرنا ضروری نہیں تھا)۔

اسی طرح حضرت واثلہؓ بن الاسقع اسلام لائے تو آپؐ نے ان سے پوچھا: اتھاجر؟ کیا تم ہجرت کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ''ہاں'' پھر آپؐ نے سوال کیا: ھجرۃ البادی او ھجرۃ الباتی؟ کیا تم ہجرت بادی کرو گے یا ہجرت باتی؟

واثلہؓ نے پوچھا: ''یا رسول اللہؐ! کون سی ہجرت بہتر ہے؟'' آپؐ نے فرمایا: ''ہجرت الباتی'' پھر فرمایا: ھجرۃ الباتی ان تثبت مع رسول اللہ ﷺ، الھجرۃ البادی ان ترجع الی بادیتک۔ (139) ہجرت باتی یہ ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینہ) میں قیام پذیر رہو اور ہجرت بادی یہ ہے کہ تم بادیہ (اپنے گھر) لوٹ جاؤ۔

اسی بنا پر عرب کے بہت سے خاندان ہجرت کر کے مدینہ چلے آتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ اشعری اپنے ساتھ اسی (80) اشخاص لے کر آئے اور مدینہ آباد ہوئے۔ (140)

ترسیل معلمین و تشکیل وفود:

جوں جوں سلطنت اسلامیہ کی حدود وسیع ہو رہی تھیں اور زیادہ سے زیادہ لوگ مائل بہ اسلام ہو رہے تھے' ان کی تعلیم و تربیت کے لیے معلمین کی

ضرورت تھی- آپؐ نے اس فوری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بہت سے وفود تیار کیے- جنہوں نے مختلف علاقوں میں جا کر تعلیم کے سوتے جاری کیے اور نومسلموں کی تربیت کا اہتمام کیا- یہ وفود یا تو آپؐ نے خود ارسال کیے یا مختلف قبائل کے طلب کرنے پر بھیجے گئے-

وفد عضل وقارہ:

چنانچہ عضل وقارہ کے لوگ باقاعدہ معلمین طلب کرنے کے لیے آپؐ کے پاس حاضر ہوئے- حدیث میں آتا ہے:

ان ناسا من عضل والقارة وهما جيان من جديلة' اتوا النبى ﷺ بعد احد' فقالوا: ان بارضنا اسلاما' فابعث معنا نفرا من اصحابك يقرئوننا القرآن و يفقهوننا فى الاسلام' فبعث رسول الله ﷺ معهم ستة نفر' منهم مرثدؓ بن ابى مرثدؓ حليف حمزةؓ بن عبدالمطلب وهو اميرهم-(141)

عضل وقارہ کے کچھ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہؐ! ہمارے ہاں لوگ مسلمان ہو گئے ہیں، آپ اپنے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیجیں تاکہ وہ وہاں جا کر ہمیں قرآن پڑھائیں اور اسلام سکھائیں- جناب رسول اللہؐ نے ان کے ساتھ چھ

آدمی بھیجے' جن میں مرثدؓ بن ابی مرثدؓ خلیف حمزہؓ بن عبدالمطلب بھی تھے اور وہ اس وفد کے امیر تھے۔

وفدِ یمن:

اسی طرح ایک وفد یمنی لوگوں کی خواہش پر یمن بھیجا گیا۔

عن علی' اتی النبی ﷺ ناس من الیمن' فقالو! ابعث فینامن یفقهنا فی الدین' ویعلمنا السنن' ویحکم فینا بکتاب الله- فقال النبی ﷺ: انطلق یا علی الی اهل الیمن' ففقههم فی الدین' وعلمهم السنن' واحکم فیهم بکتاب الله' فقلت: ان اهل الیمن قوم طغام' یا توذنی من اقضاء بما لا علم لی فیه' فضرب النبی ﷺ علی صدری' ثم قال: اذهب فان الله سیهدی قلبک و یثبت لسانک' فماشککت فی قضاء بین اثنین حتی الساعة واخرج الحاکم فی المستدرك

عن انس' ان اهل الیمن قدموا علی رسول الله ﷺ' فقالوا: ابعث معنارجلا' یعلمنا القرآن ،فاخذ بیدابی عبیدة ،فارسله معهم، فقال:

هذا امين هذه الامة-(142)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے پاس یمن سے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ ہمارے ہاں ایسا شخص بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے' سنن کی تعلیم دے اور ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کرے- پس نبی ﷺ نے فرمایا: اے علیؓ! تم اہل یمن کے ہاں جاؤ' انہیں دین سمجھاؤ' سنن کی تعلیم دو اور ان کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرو- میں نے عرض کیا: اہل یمن عقل سے عاری لوگ ہیں، وہ میرے پاس ایسے مقدمے لے کر آئیں گے جن کے بارے میں مجھے علم نہ ہوگا- (یعنی عجیب وغریب مقدمے لائیں گے) نبی ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: علی! جاؤ اللہ تعالیٰ تیرے قلب کی راہنمائی کرے گا اور تیری زبان کو ثبات عطا فرمائے گا- پس اس وقت سے لے کر آج تک مجھے دو آدمیوں کے درمیان بھی کسی مقدمے میں کبھی شک نہیں پڑا- حاکم نے المستدرک میں حضرت انسؓ کے حوالے سے (ایک اور روایت میں) کہا ہے کہ اہل یمن حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں قرآن کی تعلیم دے- پس نبی ﷺ نے ابوعبیدہؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ساتھ روانہ کر دیا اور فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں-

یمن کے لیے حضرت معاذؓ اور عمروؓ بن حزم کی تعیناتی:

یمن ایک وسیع علاقہ تھا جہاں کی تعلیمی ضروریات اس بات کی متقاضی تھیں کہ مزید معلمین بھیجے جائیں' چنانچہ آپؐ نے دو نامور معلم حضرت عمروؓ بن حزم اور حضرت معاذؓ اہل یمن کی طرف روانہ فرمائے- آپؐ نے حضرت عمروؓ بن حزم کو یمن بھیجتے وقت باقاعدہ تحریر نامہ دیا تاکہ وہ (عمروؓ) اہل یمن کو قرآن سکھائیں' سنت کی تعلیم دیں اور ان سے صدقات وصول کریں- حضرت عمروؓ بن حزم کے بیٹے' آنحضورﷺ کے اس خط کا ذکر جو آپؐ نے حضرت عمروؓ کو لکھا اس انداز سے کرتے ہیں:

هذا كتاب رسول الله ﷺ عندنا الذى كتبه لعمرو بن حزمؓ حين بعثه الى اليمن ليفقه اهلها ويعلمهم السنة' وياخذ صدقتهم - خط کے الفاظ یہ تھے- بسم الله الرحمن الرحيم- هذا كتاب من الله ورسولهٗ يا ايها الذين آمنوا اوفوا بالعقود. عهد من محمد رسول الله ﷺ لعمرو بن حزم حين بعثه الى اليمن' امره بتقوى الله فى امره كله، فان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون-(143)

یہ خط ہے اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے-

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' اپنے عہد (وعدے) پورے کرو- یہ محمدﷺ کی جانب سے عمروؓ بن حزم کے لیے ایک

عہد ہے۔ جب آپؐ نے عمروؓ کو یمن کی طرف بھیجا آپؐ
نے انہیں ہر کام میں اللہ سے ڈرنے کی تاکید فرمائی کیونکہ
اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے (ہوتا ہے) جو اس سے
ڈرتے ہیں اور وہ لوگ جو احسان کرنے والے ہیں۔

اس خط میں مزید کہا گیا ہے؛

ویعلم الناس القرآن ویفقههم فیه .(144)

یعنی یہ کہ انہیں قرآن سکھائیں اور فقہ کی تعلیم دیں۔

ابونعیم نے الحلیہ میں مزید کہا ہے:

ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم بعث معاذاً وابا موسیٰؓ الی
الیمن وامرهما ان یعلما الناس
القرآن۔ (145) آپؐ نے حضرت معاذؓ اور ابوموسیٰؓ
کو یمن بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن
سکھائیں۔

آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو قرآن کی تعلیم دینے کا طریقہ بھی بتایا:

ابن اسحاق کہتے ہیں:

ان رسول الله ﷺ حین بعث
معاذاً اوصاه و عهد الیه ثم قال له:
یسرو لا تعسر، وبشر ولا تنفر انک
مستقدم علی قوم من اهل الکتاب
یسالونک ما مفتاح الجنة؟ فقل:

شهادة ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا
شریک لہ۔ (146) آپؐ نے حضرت معاذؓ
کو یمن بھیجتے وقت وصیت کی اور عہد لیا پھر فرمایا: اے
معاذ! آسانی پیدا کرنا' مشکل نہ پیدا کرنا' لوگوں کو
خوشخبری دینا اور انہیں متنفر نہ کرنا۔ تو اہل کتاب میں سے
ایک ایسی قوم کے پاس جا رہا ہے جو تجھ سے جنت کی چابی
کے بارے میں پوچھے گی۔ تو اس قوم کو کہنا کہ (جنت کی
چابی) یہ شہادت دینا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں
وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے صوبہ یمن میں ایک صدر ناظم تعلیمات مقرر فرمایا جس کا کام یہ تھا کہ وہ مختلف اضلاع میں ہمیشہ دورہ کرے اور وہاں کی تعلیم اور درسگاہوں کی نگرانی کرے۔ (147)

بنی حارث' قبیلہ قیس کے ہاں حضرت خالدؓ اور عمارؓ کی تقرری:

بنی الحارث بن کعب کے ہاں حضرت خالدؓ بن ولید کو تعلیم دینے کے لیے بھیجا گیا۔ سیرت ابن ہشام میں مذکور ہے:

فاقام فیھم خالدؓ لیعلمھم
الاسلام و کتاب اللہ و سنة نبیہ
ﷺ۔ (148)

خالدؓ اس قبیلہ میں سکونت پذیر ہوئے تاکہ انہیں
اسلام' اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت کی تعلیم دیں۔

قبیلہ قیس کی طرف آپؐ نے حضرت عمارؓ کو بھیجا تاکہ انہیں شریعت

اسلام کی تعلیم دیں۔ حضرت عمارؓ کہتے ہیں:

بعثنی رسول اللہ ﷺ الی حی من قیس' اعلمھم شرائع الاسلام۔(149)

مجھے آنحضور ﷺ نے قیس کے ایک قبیلے کی طرف بھیجا تاکہ میں انہیں شریعت اسلام کی تعلیم دوں۔

بعدازاں آپؐ نے عمروؓ بن حزم کو دین وسنت کی تعلیم کے لیے بھیجا۔

وقد کان رسول اللہ ﷺ قد بعث الیھم بعد ان ولی وفدھم عمروؓ بن حزم لیفقھھم فی الدین ویعلمھم السنۃ و معالم الاسلام۔(150)

آنحضور ﷺ نے عمروؓ بن حزم کو ان پر میر وفد بنانے کے بعد بھیجا تاکہ وہ انہیں دین میں سمجھ بوجھ' سنت کی تعلیم اور اسلام کے بارے میں معلومات دیں۔

وفد بنی ثقیف کے لیے حضرت عثمانؓ بن العاص کی تقرری:

جب بنی ثقیف نے اسلام قبول کیا تو آنحضورؐ نے ان پر حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کو تعلیم کے لیے مامور کیا۔ سیرت ابن ہشام میں مرقوم ہے:

فلما اسلموا و کتب لھم رسول اللہ ﷺ کتابھم امر علیھم عثمان بن العاص وکان من احدثھم سنا' وذالک انہ کان احرصھم علی التفقہ فی

الاسلام، و تعلم القرآن، فقال ابوبکرؓ لرسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ! انی قد رایت ھذا الغلام منھم من احرصھم علی التفقہ فی الاسلام و تعلم القرآن۔(151)

یعنی جب بنو ثقیف نے اسلام قبول کیا تو آنحضور ﷺ نے ان کے لیے تحریر لکھی (لکھوائی) اور ان پر عثمانؓ بن ابی العاص کو امیر مقرر کیا جو کہ عمر میں سب سے چھوٹے تھے اور یہ اس لیے کیا کہ وہ تفقہ فی الاسلام اور تعلیم القرآن میں بہت زیادہ حریص تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضور ﷺ سے کہا: یا رسولؐ اللہ! اس نوجوان کو میں نے دیکھا ہے یہ اسلام کو سمجھنے اور قرآن کو سیکھنے کے لیے سب سے زیادہ حریص ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات آنحضور ﷺ ان قبائل میں سے ہی کسی شخص کو تعلیم قرآن پر مامور فرما دیتے تھے جس میں قرآن سکھانے کی صلاحیت ہوتی تھی۔

فوجی دستوں کے ساتھ معلمین کی روانگی:

آپ ﷺ کے اتنے بڑے پیمانے پر تعلیمی وفود بھیجنے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپؐ نے کس سرعت کے ساتھ اور کس منصوبہ بندی کے تحت ناخواندگی پر قابو پایا، لوگوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اور ان میں علمی بیداری پیدا کر دی۔ حد یہ ہے کہ آپؐ نے فوجی دستوں کے ساتھ بھی معلمین

بھیجے تا کہ ایک طرف مجاہدین' تعلیم کا سلسلہ سفر میں جاری رکھیں اور دوسری طرف جولوگ دین اسلام قبول کریں انہیں تعلیم دیں۔(152))

حضرت ابوعبیدہؓ کا بطور اتالیق تقرر:

آپ ﷺ نے تعلیم کی اشاعت کے لیے دیگر طریقے بھی اختیار فرمائے' بعض لوگوں کے لیے آپ ﷺ نے اتالیق (Tuter) مقرر فرمائے۔ ابوثعلبہؓ کا واقعہ سنیئے! وہ کہتے ہیں:

لقیت رسول الله ﷺ فقلت: یا رسول الله! ادفعنی الی رجل احسن للتعلیم' فدفعنی الی ابی عبیده بن الجراح' ثم قال: دفعتک الی رجل یحسن تعلیمک وادبک۔(153)

میں رسول اللہ ﷺ سے ملا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے ایسے آدمی کے سپرد فرمائیں جو اچھی طرح تعلیم دے سکتا ہو، تو آپؐ نے مجھے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے سپرد کر دیا اور فرمایا: میں نے تجھے ایسے شخص کے سپرد کیا ہے جو تجھے اچھی طرح تعلیم دے گا اور (اچھی طرح) ادب سکھائے گا۔

آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد وفود کا سلسلہ؛ حضرت عمارؓ اور عبداللہؓ بن مسعود کا تقرر برائے کوفہ:

آنحضور ﷺ کی حیات مبارکہ کے بعد بھی تعلیمی وفود اور معلمین بھیجنے کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت عمارؓ اور حضرت عبداللہ

بن مسعودؓ کو اہل کوفہ کی جانب بھیجا اور ساتھ لکھا:

اما بعد! فانی بعثت الیکم عمارا امیرا وعبداللہ معلماو وزیرا' وھما نجباء من اصحاب رسول اللہ ﷺ فاسمعوالھما' واقتدوابھما' وانی قد اثرتکم بعبد اللہ علی نفسی اثرۃ-(154)

میں تمہاری جانب عمارؓ کو بطور امیر اور عبداللہؓ کو بطور معلم اور مددگار بنا کر بھیج رہا ہوں- اور یہ دونوں اصحاب رسول ﷺ کے نجباء (شریف لوگوں) میں سے ہیں- پس تم ان کی بات ماننا اور ان کی پیروی کرنا اور (ہاں) میں نے تمہاری طرف عبداللہؓ کو بھیج کر اپنی ذات پر تمہیں ترجیح دی ہے-

عمرانؓ بن الحصین کا تقرر برائے اہل بصرہ:

اہل بصرہ کی طرف حضرت عمر فاروقؓ نے عمران بن الحصینؓ کو بھیجا ابوالاسود الدولی کہتے ہیں:

قدمت البصرۃ وبھا عمران بن الحصین ابو النجید رضی اللہ عنھما وکان عمرؓ ابن الخطاب بعثہ الی البصرۃ-(155)

میں بصرہ آیا تو وہاں عمران بن الحصین ابوالنجید

تھے' حضرت عمرؓ بن الخطاب نے انہیں اہل بصرہ کی طرف
(بغرض تعلیم) بھیجا تھا۔

حضرت عبادہؓ حضرت معاذؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ کا حمص' فلسطین اور دمشق کیلئے تقرر:

اسی طرح حضرت عمرؓ فاروق نے یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کی فرمائش پر حضرت عبادہؓ کو حمص' حضرت معاذؓ کو فلسطین اور حضرت ابوالدرداءؓ کو دمشق بھیجا۔ یزیدؓ بن ابی سفیان نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ شام کی آبادی بڑھ گئی ہے، لہذا آپؓ اہل شام کے لیے ایسے افراد بھیجیں جو انہیں قرآن وفقہ کی تعلیم دے سکیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ بن جبل، عبادہؓ بن الصامت' ابیؓ بن کعب، ابوایوب انصاریؓ اور ابوالدرداءؓ کو بلا بھیجا اور ان کے سامنے ساری صورت حال رکھتے ہوئے فرمایا: مجھے آپ میں سے تین افراد چاہییں۔ یا تو آپ قرعہ اندازی کرلیں یا رضا کارانہ طور پر تین افراد اپنے آپ کو پیش کردیں۔ ان پانچ صحابہؓ نے کہا: امیر المومنین ہم قرعہ اندازی نہیں کرتے، ابوایوبؓ شیخ کبیر ہیں اور ابیؓ بن کعب بیمار ہیں باقی ہم تینوں کو جہاں چاہیں بھیج دیں۔ چنانچہ آپؓ نے تینوں کو ابتداء حمص بھیجا۔ وہاں حضرت عبادہؓ قیام پذیر ہو گئے، حضرت ابوالدرداءؓ دمشق تشریف لے گئے اور حضرت معاذؓ فلسطین چلے گئے۔ (156)

اہل بصرہ کے لیے حضرت ابوموسیٰؓ الاشعری کا تقرر:

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ اشعری کو گورنر بصرہ بنا کر بھیجا اور ساتھ ہی تعلیم کے فرائض انہیں سونپے۔ چنانچہ جب موصوف گورنر بصرہ بن کر تشریف لائے تو انہوں نے اہل بصرہ کے سامنے یہ اعلان فرمایا:

بعثنی عمرؓ الیکم لا علمکم کتاب ربکم و سنۃ نبیکم۔ (157) مجھے عمرؓ نے تمہاری طرف (گورنر بنا کر) بھیجا ہے تا کہ میں تمہیں تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت کی تعلیم دوں۔

حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے اپنے تعلیمی فرائض کو کس طرح نبھایا؟ اس کی چشم دید رپورٹ حضرت انس بنؓ مالک کی زبان سے سنیئے! جب حضرت عمرؓ نے حضرت انسؓ سے حضرت ابو موسیٰؓ اشعری (گورنر بصرہ) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فی البدیہہ جواب دیا: میں نے ابو موسیٰؓ کو قرآن کی تعلیم دیتے ہوئے چھوڑا ہے۔ مکالمہ کے اصل الفاظ یہ ہیں:

سال عمرؓ بن الخطاب انسؓ بن مالک، کیف ترکت الاشعری؟ فقال: ترکت یعلم الناس القرآن۔ (158) حضرت عمرؓ نے انسؓ بن مالک سے پوچھا: ''تو نے ابو موسیٰ الاشعری کو کس حال میں چھوڑا ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میں نے اسے لوگوں کو قرآن پڑھاتے ہوئے چھوڑا ہے۔''

اسی طرح جب حضرت عبد اللہؓ بن مسعود کوفہ سے روانہ ہوئے تو (اپنی تعلیمی خدمات کی تصدیق کے لیے) اپنے تلامذہ کو جمع کر کے کہا: ''خدا کی قسم! میرے خیال میں دین، فقہ اور تعلیم قرآن کی حالت ملک کے اور صوبوں سے تمہارے یہاں بہتر ہو گئی ہے''۔ (159)

صحابہ کرامؓ نے لوگوں تک دین اسلام پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ لوگوں تک علم پہنچانا

رسول اکرم ﷺ کی سنت اور وصیت ہے۔ اس سلسلہ میں صحابہؓ نے آپؐ کے اس فرمان کو ہمیشہ سامنے رکھا جو ابوسعید خدریؓ کی زبان میں کہا گیا:

سیاتیکم اقوام یطلبون العلم فاذا رایتموھم' فقولوالھم مرحبا بوصیة رسول اللہ ﷺ واقنوھم' قلت: (ابو سعید خدری) للحکم ما اقنوھم؟ قال علموھم- (160) یعنی عنقریب تمہارے پاس علم کے حصول کے لیے قومیں آئیں گی، پس جب تم انہیں دیکھو تو آنحضور ﷺ کی وصیت کے مطابق مرحبا (خوش آمدید) کہنا اور انہیں علم سکھانا' (ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں) میں نے حکم سے پوچھا: اقنوھم سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: علموھم۔ یعنی انہیں علم سکھانا (تعلیم دینا)۔

آپؐ کی اس منصوبہ بندی اور حکمت عملی کے نتائج تھوڑے ہی عرصہ میں محسوس ہونے لگے اور پہلی صدی ہجری ہی میں عرب علم کے امام بن گئے۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا امامت علم کا یہ جھنڈا بلند سے بلند تر ہوتا گیا تا آنکہ اس علمی تحریک سے مغرب نے استفادہ شروع کیا، مسلمان اپنی علمی میراث کو بھول گئے، اہل مغرب نے اس علم کو سینے سے لگا لیا اور تحقیق کے میدان میں آگے بڑھنے کیساتھ ساتھ عسکری لحاظ سے غالب ہو گئے۔

غنی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخارا

حوالہ جات

1- دائرہ المعارف الاسلامیہ، جلداول تحت اللفظ ''ارقم بن ابی ارقم''
2- ابن ماجہ' محمد بن یزید، السنن ابن ماجہ' جلداول ص 81
3- ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی، مشکوۃ المصابیح' کتاب العلم۔
4- البخاری، محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح (بروایت عبداللہ بن عمر)
5- التحریم:6
6- عبدالعزیز بن عبدالقوی المنذری' الترغیب و الترھیب جلدنمبر 1 ص 85
7- الطبری' ابی عبداللہ محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر الطبری) جلدنمبر 28
8- البخاری، محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح' کتاب الادب
9- الفاسی، محمد بن محمد بن سلیمان ، جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد جلداول
10- التوبہ:122

11- الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، فتح القدیر، تفسیر سورۃ البقرہ آیت: 122

12- ایضاً

13- الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الامام' السنن الترمذی' کتاب فضائل القرآن' باب ماجاء فی تعلیم القرآن

14- ایضاً

15- ابن ماجہ، محمد بن یزید، الامام' السنن ابن ماجہ (مقدمہ، حدیث نمبر 219)

16- ایضاً حدیث نمبر 261

17- خالد، عبدالعزیز' کتاب العلم ص 407

18- الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمان' سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن' باب فضل اول سورۃ البقرہ وآیۃ الکرسی

19- القرطبی، ابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری' الجامع الاحکام القرآن جلد نمبر 12

20- البیہقی، ابی بکر احمد بن ابی الحسن بن علی' الحافظ' سنن الکبری' کتاب العلم

21- الذہبی، ابن العماد' شذرات الذہب، جلد نمبر 1 ص 62

22- الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان' سیر اعلام النبلاء جلد نمبر 2 ص 181-182

-23 محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، جلد نمبر 8 ص 277

-24 ابن الحاج، محمد بن محمد العبدری، المدخل، جلد نمبر 2 ص 277

-25 ابن ماجہ، محمد بن یزید، الامام، سنن ابن ماجه، کتاب الادب

-26 عبدالرزاق وسعید بن منصور، مصنف عبدالرزاق

-27 الطبری، ابی عبداللہ محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر الطبری)

-28 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، السنن الترمذی، کتاب البر

-29 العلوان، عبداللہ ناصح، تربیت الاولاد فی الاسلام، جلد اول ص 142

-30 السجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، باب فی صلة الرحم

-31 ابن منظور، لسان العرب (تحت اللفظ الصف)

-32 حمید اللہ، محمد، ڈاکٹر، نقوش (رسول نمبر) جلد نمبر 5 ص 225

-33 ناصر، نصیر الدین، ڈاکٹر، پیغمبر اعظم و آخر ص 417

-34 الاصفہانی، ابی نعیم احمد بن عبداللہ، الحافظ، حلیة الاولیاء ص 342

-35 ایضاً

-36 ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب التبریزی، مشکوة المصابیح

37- نعمانی ،شبلی ، علامہ ،سیرت النبی ﷺ جلد دوم ص 182
38- البخاری ،محمد بن اسماعیل ،(بحوالہ شرح عینی)
39- نعمانی ،شبلی ،علامہ' سیرت النبی ﷺ' جلد دوم ص 58
40- آل عمران : 164
41- الاصفہانی' ابی نعیم احمد بن عبداللہ، الحافظ' حلیۃ الاولیاء جلد نمبر 1 ' ص 342
42- علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین' کنز العمال ، جلد اول ص 217
43- مصلح الدین ، اسلامی تعلیم اور اس کی سرگزشت ص 31
44- ابن سعد' طبقات ابن سعد ،جلد نمبر 7 ص 92
45- العلوان ،عبداللہ ناصح ،تربیت الاولاد فی الاسلام؛ جلد اول' ص 238
46- البجتانی ،سلیمان بن الاشعث ، سنن ابی داؤد
47- امین ،محمد ڈاکٹر' فجر الاسلام ، جلد اول ص 142
48- علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین' کنز العمال ، جلد اول ص 224
49- الحاکم ابی عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین جلد اول ص 89
50- البخاری، محمد بن اسماعیل' الجامع الصحیح، کتاب النکاح ،باب لزوجک علیک حق
51- علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین' کنز العمال ، جلد

نمبر 11

52- الترمذی، محمد بن عیسی، الامام' شمائل ترمذی، ص 178

53- الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان' سیر اعلام النبلاء جلد اول ص 28-286

54- الترمذی، محمد بن عیسی، الامام، السنن الترمذی، کتاب الادب

55- ایضاً جلد نمبر 2' ص 174

56- مسند احمد' الھیثمی جلد نمبر 9' ص 17

57- السجتانی، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، باب اللباس

58- علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین' کنز العمال، جلد نمبر 16 حدیث نمبر 45343

59- ایضاً جلد نمبر 4 حدیث نمبر 10841

60- البیہقی، ابی بکر احمد بن ابی الحسن بن علی' سنن بیہقی

61- کمال، محمد عیسیٰ، خصائص مدرسہ النبویہ ص 141

62- الغزالی، ابو حامد محمد' احیاء العلوم فی الدین (بحوالہ تربیت اولاد جلد دوم ص 17)

63- الجمعہ: 2

64- البلاذری، احمد بن جابر بن یحیٰی، فتوح البلدان ص 471

65- ایضاً

66- ایضاً ص 141 نیز طبقات بن سعد ص 144

67- ایضاً

68- کتاب الوزراء والکتاب

68-a- الکتانی، الشیخ عبدالحی، التراتیب الاداریہ، جلد اول ص 48

69- البلاذری، احمد بن جابر بن یحییٰ، فتوح البلدان ص 471

70- ایضاً

71- ایضاً ص 473

72- العلق: 4

73- مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن جلد ششم سورۃ العلق حاشیہ ۵

74- ندوی، ابوالحسن علی، سید، تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات ص 95

75- شلبی، احمد، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ ص 20

76- حمیداللہ، محمد، خطبات بہاولپور ص 294

77- ہارون، عبدالسلام، تہذیب سیرۃ ابن ہشام ص 117

78- القلم: ۲

79- الحاکم، ابی عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین جلد دوم ص 98 (کتاب التفسیر)

80- القرطبی، عبداللہ بن محمد بن احمد الانصاری، الجامع الاحکام

القرآن (موسومہ تفسیر قرطبی)
81 - قدسی، عبید اللہ، اسلام کی انقلابی علمی تحریک ص39
82- ایضاً
83 - کاشمیری، غزل، فکر ونظر جلد 30 شمارہ 1-2 ص242
84- النساء:95
85- کاشمیری، غزل، فکر ونظر جلد 30 شمارہ 1-2
86- ایضاً ص 241
87- للدیلمی فی مسند فردوس بحوالہ کنز العمال
88 - الاحقاف : 4
89- الکتانی، الشیخ عبدالحی، التراتیب الاداریہ، التراتیب الاداریہ جلد اول ص 27
90 - ایضاً ص 241
91- الکتانی، الشیخ عبدالحی، التراتیب الاداریہ، جلد اول ص49
92 - علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین، کنز العمال حدیث نمبر 29356
93- ایضاً حدیث نمبر29562
94 - الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن الترمذی، (عن جابر)
95 - حمید اللہ، محمد خطبات بہاولپور ص300
96- الدیلمی، فی مسند فردوس (بحوالہ کنز العمال حدیث نمبر29566
97- حمید اللہ، محمد، خطبات بہاولپور ص 299

98- للخطیب فی الجامع (بحوالہ کنز العمال حدیث نمبر 29563

99 - علاءالدین علی المتقی بن حسام الدین، کنز العمال، (لابن ابن شیبہ) حدیث نمبر 29550

100- الحاکم' ابی عبداللہ، الامام، المستدرك على الصحيحين فى الحديث، کتاب العلم

101 -علاءالدین علی المتقی بن حسام الدین، کنز العمال، حدیث نمبر (29539) نیز المستدرک کتاب العلم

102- شرح السنۃ، کتاب العلم ص 704

103 - ایضاً

104- ایضاً

105 - شرح السنۃ جلد نمبر ۱ ص 295، 596

106- البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، ترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصۃ فیہ (ای الکتاب)

107 - الترمذی، محمد بن عیسٰی، السنن الترمذی، کتاب العلم، باب فی کراھیۃ کتابۃ العلم (باب فی الرخصۃ فیہ)

108- شرح السنۃ جلد نمبر ۱ ص 296

109 - البیہقی، ابی بکر احمد بن الحسین بن علی السنن الکبریٰ، کتاب العلم

110- شرح السنۃ جلد نمبر ۱ ص 296

111 - ایضاً 297

112- ایضاً 296

113 - شرح السنۃ جلد ا ص 296

114- شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان' معرفت القراء الکبار' جلد اول ص 29

115- ولی الدین ابی عبداللہ الخطیب العمری' التبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن

116- البخاری' محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب مناقب الانصار

117- شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان، معرفت القراء الکبار، جلد اول ص 28

118- ابن سعد' طبقات ابن سعد جلد نمبر 2' ص 10

119- العسقلانی، سبک الدین ابی الفضل احمد بن علی بن حجر، تہذیب التہذیب جلد نمبر 7' ص 337

120- الصابونی' محمد علی، التبیان فی علوم القرآن ص 70

121- الجوزیہ، شمس الدین محمد بن قیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین ص 12

122- ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، جلد نمبر 6 ص 28

123- محمد ابن سعد' الطبقات الکبری، جلد نمبر 2 ص 345

124- ایضاً ص 342

125- امین احمد، ڈاکٹر' فجر الاسلام جلد نمبر 2 ص 175

126- شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان، معرفت القراء الکبار، جلد اول ص 38

127- امین، احمد' ڈاکٹر' فجر الاسلام جلد 2 ص 171

128- ایضاً' فجر الاسلام، جلد 2 ص

129- حمید اللہ' محمد، ڈاکٹر' خطبات بہاولپور ص 307

130- تفسیر خازن سورۃ التوبہ آیت و ما کان المومنون لینفروا کافۃ۔

131- البخاری' محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح' کتاب الادب

132- کاندھلوی' محمد ادریس' مولانا' حیاۃ الصحابہ، جلد 3 ص 178

133- الشیخ محمد بن عبدالوہاب، مختصر سیرت رسول ﷺ ص 418

134- ایضاً ص 434

135- ایضاً ص 433

136- ندوی' سلیمان، سید' اسوہ صحابہ ص 88

137- ایضاً

138- طحاوی' ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمۃ' مشکل الاثار، جلد دوم ص 296

139- علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین' کنز العمال، جلد نمبر 8 ص 333

140- نعمانی' شبلی، مولانا' سیرت النبی ﷺ، جلد دوم ص 88

141- الحاکم' ابی عبداللہ، الامام' المستدرک علی

الصحیحین، جلد نمبر 3' ص 222
142- ایضاً ص 267
43- ایضاً
144- ابن کثیر' عماد الدین ابی الفدا عبداللہ بن اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، جلد نمبر 2' ص ۸3
145- الاصفہانی' ابی نعیم احمد بن عبداللہ، الحادی' حلیۃ الاولیاء، جلد نمبر 1 ص 256
146- ہارون، عبدالسلام، تہذیب سیرۃ ابن ہشام ص 319
147- علماء اکیڈمی حکومت پنجاب، سیرت رسول ص 124-123
148- ہارون' عبدالسلام، تہذیب سیرۃ ابن ہشام ص 320
149- عبدالعزیز بن عبدالقوی المنذری' الترغیب والترھیب جلد نمبر 1' ص 91
150- ابن کثیر' عماد الدین ابی الفداء عبداللہ بن اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم، جلد نمبر 2 ص 3
151- ہارون' عبدالسلام، تہذیب سیرۃ ابن ہشام ص 297
152- صدیقی، نعیم' رسول اللہ ﷺ بحیثیت معلم ص 53
153- علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین' کنز العمال، جلد نمبر 7 ص 95
154- ابن سعد' محمد، طبقات ابن سعد، جلد نمبر 6 ص 7
155- ایضاً جلد نمبر 7' ص 10

156- البخاری، محمد بن اسماعیل' تاریخ الصغیر ص 22
157- الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن السمرقندی' سنن دارمی'
باب البلاغ عن رسول اللہ ﷺ
158- امین، احمد، ڈاکٹر' فجر الاسلام، جلد نمبر 2 ص 185
159- احمد بن حنبل' الامام' مسند احمد، جلد نمبر 1 ص 405
160- ابن ماجہ' محمد بن یزید، السنن ابن ماجہ

کتابیات

القرآن

ابن ماجہ، محمد بن یزید، (۱۹۷۸)، السنن ابن ماجہ، بیروت: دارالکتب العلمیہ

احمد بن حنبل، (۱۳۷۸ء) مسند احمد، بیروت: مکتبہ اسلامی

امین، احمد، (۱۹۶۹) فجر الاسلام، بیروت: دارالکتاب العربی

الباقی، محمد عبدالفواد، (۱۹۸۸) المعجم المفہرس لالفاظ القرآن، القاہرہ: المکتبہ التجاریہ

البخاری، محمد بن اسماعیل، (۱۳۷۸ھ)، الجامع الصحیح، القاہرہ: دارالشعب

البیہقی، احمد بن الحسین بن علی، (۱۹۹۰) شعب الایمان، بیروت: دارالکتب العلمیہ

الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، (۱۹۶۷) الجامع الصحیح (ترمذی)، حمص:

ایضاً، (۱۳۴۴ھ)، شمائل ترمذی، (مترجمہ، مولانا محمد زکریا)، کراچی: نور محمد، اصح المطابع

الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن (۱۹۶۶ء) السنن دارمی، القاہرہ: دارالمحاسن

الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، (۱۹۹۷)، سیر اعلام النبلاء، بیروت: دارالفکر

الذہبی، ابوعبداللہ شمس الدین، (۱۹۵۶) تذکرہ الحفاظ، حیدرآباد: مجلس دارالمعارف النظامیہ الکائنۃ فی الھند، احیاء التراث العربی

الزرکلی، خیرالدین، اعلام، بیروت: دارالعلم للملائین

السیوطی، جلال الدین، (۱۹۷۸) الاتقان فی علوم القرآن، مصر: مطبعہ مصطفی

البابی الحلبی

السجستانی، سلیمان بن الاشعث (۱۹۴۴)، سنن ابی داؤد، بیروت: دارالفکر

الصابونی، محمد علی، (1981) التبیان فی علوم القرآن، دمشق: مکتبہ الغزالی

صدیقی، نعیم، ۱۹۹۸ء محسن انسانیت، لاہور: الفیصل ناشران

الطبرانی، ابی القاسم سلیمان بن احمد، (۱۹۹۵)، المعجم الاوسط، القاہرہ: مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع

الطبرانی، ابی القاسم سلیمان بن احمد، (۱۹۸۰)، المعجم الکبیر، القاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ

علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین، الہندی، کنز العمال،

العلوان، عبداللہ ناصح، (۱۹۵۸) تربیت الاولاد فی السلام، بیروت: دارالسلام

العسقلانی، سبک الدین ابی الفضل احمد بن علی بن حجر، تہذیب التہذیب، لاہور: دارالنشر المکتبہ الاسلامیہ

القسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبداللہ بن احمد، (۱۹۹۱) مواہب اللدنیہ، عمان: المکتبۃ الاسلامی

القشیری، مسلم بن حجاج، (۱۹۵۵) الجامع الصحیح، القاہرہ: داراحیاء الکتب العربیہ

ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح، دہلی: اصح المطابع

ونسنک۔ا۔ای (۱۹۳۷) المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، لیڈن، مکتبہ بریل

آنحضور ﷺ کی زندگی کا بڑا حصہ تعلیم کی اشاعت و توسیع میں گزرا ہے۔ آپؐ کے معمولات میں تعلیم کو ترجیح اول حاصل رہی ہے۔ آپؐ نے عظیم الشان انقلاب کی بنیاد تعلیم پر رکھی۔ ''اقراء'' سے آپؐ نے تعلیم کا آغاز فرمایا' آپؐ کی مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں تئیس (23) سال کے اندر ریاست مدینہ میں خواندگی کی شرح اسی فی صد (80%) سے تجاوز کر گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپؐ نے صحابہؓ میں غور و فکر اور تحقیق کا ایسا ذوق پیدا فرمایا کہ ان میں ایک ایسی ٹیم تیار ہو گئی جسے اسلامی علوم کے مختلف پہلوؤں پر درجہ اختصاص حاصل ہو گیا۔